369

تلخیص

تاریخ الفقہ

شیخ محمد بشیر اینڈ سنز
ناشران و تاجران کتب

Marfat.com

Marfat.com

369

تاریخ فقہ اسلامی

علامہ محمد خضری بک

ترتیب جدید
محمد طفیل
فاضل درس نظامی۔ فاضل عربی۔ فاضل تنظیم المدارس

شیخ محمد بشیر اینڈ سنز
جلال الدین ہسپتال بلڈنگ ○ اردو بازار ○ لاہور

Marfat.com

52911

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

تالیف ——— محمد خضری بک

ترتیب جدید ——— محمد طفیل

ناشر ——— صدیقی پبلیکشنز

مطبع ——— طاہر حسن پرنٹر

صفحات ——— ۱۰۴

تعداد ——— ایک ہزار

تاریخ طباعت ——— ۱۹۸۸ء - ۱۴۰۸ھ

قیمت ——— -/۱۵ روپے

صدیقی پبلیکیشنز ۔ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

اسلامی فقہ کی تاریخ ایک اہم موضوع اس کے باوجود یہ عام مصنفین کی توجہ کا مرکز نہیں بن سکا۔ یہی وجہ ہے کہ اس موضوع پر عربی میں بھی بہت کم مواد ملتا ہے اور اردو میں تو اس کا ذخیرہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

علامہ خضری بک مصر کے ایک معروف وسیع المطالعہ مؤرخ ہیں انھوں نے اس موضوع پر ایک مبسوط کتاب مرتب کر کے موجودہ وقت کی ضرورتوں کو پورا کیا۔ اب یہ کتاب اردو زبان میں منتقل کر دی گئی ہے۔

چونکہ یہ کتاب پاکستان میں مروج نصاب تعلیم میں داخل ہے لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کا خلاصہ کر دیا جائے تاکہ طلبا کم وقت میں اس کا مطالعہ کر سکیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری تھا کہ تمام بنیادی باتیں اس میں ذکر کر دی جائیں۔

یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے اگرچہ بڑی تفصیلی اور فائدہ مند ہے لیکن اس میں برصغیر پاک وہند کے فقہاء کا کہیں تذکرہ نہیں کیا گیا۔ حالانکہ ہندو پاک کے لوگوں بالخصوص طلباء کو اپنے وطن کے فقہاء اسلام سے متعارف ہونا ازبس ضروری ہے لہٰذا اگر اس ملک کے فقہاء کا ذکر نہ کیا جائے تو اس کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر آخر میں برصغیر کے چند مشہور فقہا کا مختصر اور اجمالی تذکرہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

نیز اس کتاب میں اصول و اصطلاحات کو علیحدہ ذکر کیا گیا ہے تاکہ یاد کرنے میں آسانی ہو جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

محمد طفیل

Marfat.com

فہرست

موضوع	صفحہ
۱۔ فقہ کی تعریف ۔ فقہ کی فضیلت	۱۸
۲۔ فقیہ میں جن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے	۱۸
۳۔ فقہ کی ضرورت ۔ فقہ کا موضوع	۱۹
۴۔ فقہ کی تاریخ ۔ فقہ اسلامی کا پہلا دور	۲۰
۵۔ قرآن مجید	۲۰
۶۔ مکی مدنی سورتیں	۲۱
۷۔ عدم حرج ۔ قلت تکلیف	۲۲
۸۔ تدریج	۲۳
۹۔ نسخ	۲۴
۱۰۔ تشریحات نبوی سنت و حدیث	۲۵
۱۱۔ فقہ اسلامی کا دوسرا دور	۲۵
۱۲۔ اس دور کے اسلامی ماخذ	۲۹
۱۳۔ اس دور کے فقہاء	۲۹
۱۴۔ فقہ اسلامی کا تیسرا دور	۳۶
۱۵۔ اس دور کے تعلیمی مراکز۔	
۱۶۔ مفتیان مدینہ	
۱۷۔ مفتیان مکہ	۴۲
۱۸۔ مفتیان کوفہ	۴۳
۱۹۔ مفتیان بصرہ	۴۵
۲۰۔ مفتیان شام	
۲۱۔ مفتیان مصر ۔ مفتیان یمن	۴۸
۲۲۔ شیعان علی اور ان کی اقسام	۵۰
۲۳۔ فقہ اسلامی کا چوتھا دور	۵۱
۲۴۔ اس دور کے مشہور فقہاء	
۲۵۔ امام اعظم ابوحنیفہ انکے ہمعصر اور شاگرد	۵۲
۲۶۔ امام مالک اور انکے شاگرد	۶۰
۲۷۔ امام شافعی اور انکے شاگرد	۶۲
۲۸۔ امام احمد ابن حنبل اور انکے شاگرد	۶۵
۲۹۔ شیعہ مذاہب اور ان کے بانی	۶۷
۳۰۔ فنا شدہ مذاہب	۶۷
۳۱۔ پانچواں دور	۶۹
۳۲۔ تقلید اور اسکی وجوہات	۷۰
۳۳۔ اس دور کے فقہا	۷۱
۳۴۔ فقہائے حنفیہ، فقہائے مالکیہ	۷۳
۳۵۔ فقہائے شافعیہ	۷۴
۳۶۔ چھٹا دور ۔ برصغیر پاک و ہند کے فقہا	۷۷
۳۷۔ فقہ اسلامی کے ماخذ	۸۶

Marfat.com

تاریخ فقہ اسلامی ۱۰

سوال نمبر۲:۔ امام اعظم کی سیرت اور فقہی خدمات پر مختصر نوٹ تحریر کیجئے:

جواب:۔ **سیرت امام اعظم** کنیت: ابو حنیفہ، نام، نعمان، والد کا نام: ثابت، لقب و عرف: امام اعظم، فقیہ اعظم، محدث اعظم۔ پورا نام یوں ہوا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت المعروف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے چھبیس ۲۶ صحابہ کی زیارت کی اسی وجہ سے آپ کا شمار تابعین کی صف اول میں ہوتا ہے۔ آپ نے چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ ستر احادیث آپ نے بلا واسطہ صحابہ کرام سے روایت کی ہیں۔ آپ کی مرویات کی تعداد ستر ہزار سے متجاوز ہے۔

مشہور ترین آئمہ یعنی امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام مالک اور آئمہ صحاح ستہ امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ بالواسطہ آپ کے شاگرد ہیں۔

فضائل امام اعظم خلف بن ایوب کہا کرتے تھے "اللہ تعالیٰ سے علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا وہ علم آپ نے صحابہ تک پہنچایا۔ صحابہ نے تابعین کو اور تابعین سے وہ علم امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو ملا۔ حق یہی ہے خواہ اس پر کوئی راضی ہو یا ناراض"۔

ابن عیینہ حضرت عبداللہ بن مبارک کے حوالہ سے کہا کرتے تھے "کہ ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں"۔

سیدنا حضرت عبداللہ ابن مسعود کے پوتے حضرت قاسم کہا کرتے تھے کہ "امام ابوحنیفہ کی مجلس سے زیادہ فیض رساں اور کوئی مجلس نہیں ہے"۔

مسعر بن کدام کہا کرتے تھے کہ "کوفہ میں مجھے صرف دو آدمیوں پر رشک آتا ہے۔ ابوحنیفہ پر ان کی فقہ کی وجہ سے اور حسن بن صالح پر ان کے زہد کی وجہ سے"۔

امام شافعی کہا کرتے تھے "تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کی اولاد ہیں۔ امام ابوحنیفہ ان لوگوں سے تھے جن کو فقہ میں موافقت حق عطا کی گئی"۔

تصانیف چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تصنیف و تالیف کا عام رواج نہیں تھا پھر بھی آپ کی تصانیف کی تعداد کم نہیں ہے۔ مشہور ترین چند کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ کتاب العالم والمتعلم۔ (۲) کتاب الفقہ الاکبر (۳) کتاب الوصایا۔ (۴) کتاب المقصود (۵) کتاب ...

Marfat.com

۶۔ مسندِ امام اعظم ابوحنیفہ۔ اور فقہ حنفی کی جملہ کتب بالواسطہ آپ کی ہی ہیں (قصوری)

امام اعظم کا فقہی مقام

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آسمانِ فقہ کے وہ عظیم آفتاب ہیں جن کی نورانی کرنیں تمام روئے زمین پر پڑ رہی ہیں آپ کی فقہی بصیرت کو سلام کرتے ہوئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ فقہ میں تمام لوگ امام ابوحنیفہ کی اولاد ہیں۔ اور جب آپ کے مزارِ انوار پر حاضر ہوئے تو فقہ حنفی کی عملاً برتری تسلیم کی اور ترکِ رفع یدین سے نماز ادا کی۔

فقہ حنفی کے چند امتیازات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

۱۔ چونکہ نماز کی روح خشوع ہے اس لیے فقہ حنفی میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین، قراءت خلف الامام اور آمین بالجہر نا روا ہے۔

۲۔ روزہ سے مقصود اصلاح نفس ہوتا ہے فقہ حنفی کے مطابق عمداً کوئی چیز کھا لینے سے بھی کفارہ لازم آتا ہے جبکہ دیگر آئمہ عمداً کھانے کی صورت میں کفارہ کے قائل نہیں ہیں۔

۳۔ باب الطہارت میں مقصود نظافت ہوتی ہے اسی وجہ سے فقہ حنفی میں خروج دم (خون نکل کر بہہ جانے) کو ناقض وضو قرار دیا گیا ہے۔

۴۔ چونکہ نابالغ لڑکا احکام شرعیہ کا مکلف نہیں ہوتا اسی وجہ سے فقہ حنفی میں اس کے مال پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں ہوتی۔

۵۔ ایک دو چسکی دودھ پی لینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے جبکہ دوسرے آئمہ اس کے قائل نہیں۔

۶۔ وتر واجب ہیں اور تین رکعات کے ساتھ متعین جبکہ امام شافعی وتر کو سنت قرار دیتے ہوئے ایک رکعت پہ اکتفا بھی کرتے ہیں۔

۷۔ فقہ حنفی میں قربانی تین دن تک کی جاسکتی ہے جبکہ امام شافعی وغیرہ کے نزدیک یہ بات نہیں ہے۔

مندرجہ بالا تمام مسائل سے جہاں فقہ حنفی کے مقام و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے وہاں ساتھ ساتھ امام اعظم ابوحنیفہ کے فقہی مقام پر بھی از خود روشنی پڑتی ہے۔

انتقال

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی صبر و تحمل، استقامت فی الدین اور حق کی سربلندی سے عبارت ہے۔ آپ کو خلیفہ منصور نے قاضی بنانے کی پیشکش کی لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ منصور نے انتقامی کاروائی کرتے ہوئے آپ کو جیل میں قید کر دیا۔ آپ کا انتقال بھی ۱۵۰ھ میں جیل میں ہی ہوا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

Marfat.com

تاریخ فقہ

سوال نمبر ۲:۔ حضرت امام مالک کی سیرت اور ان کی فقہی خدمات مختصراً بیان کیجئے؟

جواب:۔ **سیرت امام مالک** آپ کا پورا نام اس طرح ہے امام دارالہجرت امام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث۔ آپ کی ولادت باسعادت صحیح ترین روایت کے مطابق ۹۳ھ میں ہوئی۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ خلاف معمول اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ میں تین سال تک رہے۔

اساتذہ امام مالک نے اکثر طور پر سرزمین مدینہ طیبہ کے محدثین سے درس حدیث لیا۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد کثیر ہے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ زید بن اسلم، حمید الطویل، ابو حازم، یحیٰی بن سعید، ہشام بن عروہ، عبدالرحمٰن بن قاسم، سرہ بن یحیٰی، سہیل بن ابی صالح اور جعفر بن محمد صادق وغیرہ۔

تلامذہ عاشق رسول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے تمام زندگی احادیث نبویہ کا درس دیا۔ جو شخص ایک مرتبہ درس میں حاضر ہو جاتا پھر وہ درس کو کبھی ترک نہ کرتا۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد تو بہت زیادہ ہے چند مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں۔ اوزاعی، ثوری، ابراہیم بن طہمان، امام شافعی، ابن مبارک، سعید بن منصور، اسمٰعیل بن یونس، خالد بن مخلد، ابن وہب، ابن قاسم اور قاسم بن یزید وغیرہ۔

حضور کے ساتھ محبت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسقدر عقیدت و محبت تھی کہ ہمیشہ مدینہ طیبہ میں رہے صرف ایک حج ادا کیا۔ اس کے بعد کوئی حج ادا نہیں کیا کہ ہو سکتا ہے سرزمین مکہ میں موت آجائے دیار مصطفیٰ میں دفن سے محرومی کا سبب بن جائے۔

آپ نے مدینہ طیبہ کی حد میں کبھی بھی پاخانہ یا پیشاب نہیں کیا کیونکہ حضور کی بارگاہ کی توہین ہے۔ اور مدینہ طیبہ میں تاحیات کبھی جوتے نہیں پہنے کہ ہو سکتا ہے جہاں حضور نے قدم مبارک رکھا ہو وہاں جوتے سمیت قدم آجائے یہ خلاف ادب ہے۔

امام مالک کا فقہی مقام امام مالک سب سے پہلے وہ شخص ہیں جو بیک وقت محدث اور فقیہ کہلائے۔ آپ آئمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔ آپ نے مستقل ایک فقہ کی بنیاد رکھی اور آپ کے مقلدین کو مالکی کہا جاتا ہے۔ اندلس اور دوسرے مغربی ممالک میں فقہ مالکی بہت مشہور ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ جب حج بیت اللہ کے لیے آتے تو سرزمین مدینہ طیبہ میں

Marfat.com

بارگاہ رسالت میں حاضری کے لیے آتے وہاں آپ کی شہرت کا چرچا تھا لوگ آپ کے پاس آکر فقہ سیکھتے اور اپنے علاقوں میں جاکر خود اس پر عامل ہوتے اور دوسروں کو عمل کی تلقین کرتے۔ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی ایک سال تک آپ کی خدمت میں رہے تھے پھر واپس قرطبہ میں جاکر اس کو عام کیا عیسیٰ بن دینار جو آپ کے خاص شاگرد ہیں، نے بھی اندلس میں موطاء اور امام مالک کے فتاویٰ کو رواج و شہرت دی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ تھا کہ طلاق مکرہ (مجبور کرکے طلاق لینا) کا وقوع درست نہیں۔

حاکم وقت کا نظریہ اس کے برعکس تھا، اس نے امام صاحب کی مخالفت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کو تکالیف دی گئیں اور اونٹ پر سوار کرکے بازاروں میں پھیرا گیا۔ آپ نے اونٹ پر کھڑے ہوکر زوردار الفاظ اور بلند آواز سے اعلان فرمایا اے لوگو جو تم مجھ کو جانتے ہو ٹھیک ہے جو نہیں جانتے سن لو میں مالک بن انس ہوں، طلاق مکرہ کے بارے میرا مسلک یہ ہے کہ وہ واقع نہیں ہوسکتی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے حدیث کی کتاب "موطاء امام مالک" تالیف فرمائی۔ اس کو شہرت عام حاصل ہوئی۔ فقہ مالکی کی یہ اہم دستاویز ہے۔ اس کے کئی نسخے ہیں یعنی مختلف تلامذہ نے ترتیب دیے۔ سب سے زیادہ شہرت اس نسخے کو حاصل ہوئی جس کو یحییٰ بن یحییٰ مصمودی نے ترتیب دیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال پرملال ۱۷۹ھ میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سوال نمبر ۲:۔ امام جعفر صادق کی ولادت و وفات کب ہوئی؟ ان کے مختصر حالات زندگی تحریر کیجئے؟

جواب:۔ حضرت امام جعفر صادق جگر گوشہ سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والتسلیم، اولاد علی کے وارث تمام مشائخ کے سردار، اللہ والوں کے شیخ، غلامانِ مصطفیٰ کے قائد، اصحاب التحقیق کے پیشوا، عابدوں کے آقا اور فقہ جعفریہ کے بانی ہیں۔ آپ کی ولادت ۸۳ھ میں ہوئی۔ شیخ فرید الدین عطار لکھتے ہیں خلیفہ منصور نے اپنے وزیر کو رات کے وقت طلب کیا اور کہا کہ تم امام جعفر صادق کو بلا کر لاؤ تاکہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ وزیر نے کہا وہ امام جعفر صادق جو صرف ایک کونے میں بیٹھ کر یادالٰہی میں مصروف رہتے ہیں، ان کو دنیا اور حکومت سے دور کا بھی تعلق و واسطہ نہیں ہے، کو تم قتل کرنا چاہتے ہو؟ بادشاہ نے غضبناک ہوکر سختی سے کہا تو ضرور بلا کر لاؤ۔

وزیر مجبوراً امام صاحب کو بلانے کے لیے چلا گیا۔ منصور نے اپنے وزیروں سے کہا جب امام جعفر صادق ہمارے پاس آئیں تو میں اپنے سر سے ٹوپی اتاروں گا، تم فوراً اسی وقت ان کو قتل کر دینا۔ جب امام صاحب تشریف لائے تو خلیفہ آپ کو دیکھتے ہی استقبال کے لیے کھڑا ہو گیا اور عزت و احترام کے ساتھ اپنے پاس تخت پر بٹھایا۔ یہ تمام منظر دیکھ کر وزیروں کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ خلیفہ نے امام صاحب سے عرض کیا حضور آپ کی کیا خدمت کی جائے؟

Marfat.com

آپ نے جواب دیا کہ میری یہی خدمت کافی ہوگی کہ مجھے یہاں دوبارہ نہ بلایا جائے اور مجھے عبادت میں رہنے دیا جائے۔ آپ کے ارشاد کے مطابق منصور نے اداب کا لحاظ رکھتے ہوئے الوداع کیا اور تحائف پیش کیے۔ بعد ازاں منصور تین روز تک مسلسل بے ہوش رہا۔ جب منصور کو ہوش آیا تو وزیر نے پوچھا کیا معاملہ پیش آیا؟ منصور نے کہا جب امام صاحب ایوان میں تشریف لائے تو میں نے ایک عظیم الجثہ اژدھا دیکھا کہ وہ مجھے کہہ رہا تھا اے منصور: اگر تو نے امام صاحب کو گزند پہنچانے کی کوشش کی تو، تو مجھ سے نہیں بچ سکے گا۔ آپ کا انتقال سنہ ۱۴۸ھ میں ہوا۔

Marfat.com

تاریخ فقہ اسلامی

نمبر ۱۰

سوالنمبر۲ : درج ذیل کوحل کریں۔

(i) مکی اور مدنی سورتوں سے کیا مراد ہے ؟ دونوں کی امتیازی خصوصیات پر بحث کیجیے

(ii) امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح حیات جو علامہ محمد خضری بک نے اپنی کتاب میں بیان کیے ہیں ان کا خلاصہ تحریر کیجیے ؟

جواب : (i) مکی سورتیں

مکی سورتیں وہ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے سے قبل نازل شدہ ہیں

(ii) مدنی سورتیں

مدنی سورتیں وہ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کے بعد نازل ہوتی ہوں۔

مکی سورتوں کی خصوصیات

مکی سورتوں کی بے شمار امتیازی خصوصیات ہیں سے مشہور ترین مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مکی سورتیں بنسبت مدنی سورتوں کے لمبی ہیں۔

(۲) مکی سورتوں میں عقائد کے مضامین کو اولیت دی گئی ہے۔

(۳) مکی سورتوں میں توحید کی حمایت اور غیراللہ کی مذمت میں اکثر مضامین ہیں۔

(۴) مکی سورتیں سرزمین مکہ مکرمہ یا اس کے گردونواح میں نازل ہوئی ہیں۔

(۵) مکی سورتوں میں مسلمانوں کو جنگ و قتال کی بجائے صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

مدنی سورتوں کی امتیازی خصوصیات

(۱) مدنی سورتیں بنسبت مکی سورتوں کے مختصر اور چھوٹی ہیں۔

(۲) مدنی سورتوں میں مسلمانوں کے لیے عبادات و معاملات کے بارے اکثر مضامین بیان کیے گئے ہیں۔

(۳) مدنی سورتوں میں اتباع رسول کی طرف زیادہ توجہ دی گئی ہے۔

(۴) مدنی سورتیں مدینہ طیبہ یا اس کے مضافات میں نازل ہوتی ہیں۔

Marfat.com

(۵) مدنی سورتوں میں مسلمانوں کو کفار کا مقابلہ کرنے اور ان کو ختم کرنے کی عام اجازت دی گئی ہے۔

(۱۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات

آپ کا پورا نام یوں ہے ابو حنیفہ نعمان بن ثابت۔ القاب سراج الامت، امام اعظم اور امام الائمہ وغیرہ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۸۰ھ ہجری کو سر زمین کوفہ میں ہوئی۔ پیدائش کے دور میں چند صحابہ کرام بھی موجود تھے۔ ان سے ملاقات اور حضرت انس بن مالک سے روایت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ بعض تاریخ نگاروں نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے براہ راست احادیث روایت کرنے کے سلسلے میں بھی تحریر کیا ہے البتہ آپ کے تابعی ہونے میں تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔ آپ نے دوسرے چار ہزار اساتذہ کے علاوہ حماد بن ابی سلمان سے بھی علم حاصل کیا۔ علم فقہ میں آپ کو عظیم ملکہ حاصل ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ آپ کے استاد حماد بن ابی سلمان کہیں تشریف لے گئے تھے اور اپنا قائم مقام آپ کو مقرر کر گئے۔ اس مجلس تعلم میں متعلمین کافی عرصہ گذار چکے تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ اس وقفہ کے دوران میں نے ساٹھ فتوے جاری کیے اور انکو خود تحریر کر لیا تھا۔ جب استاد حماد واپس تشریف لاتے تو ان کو دکھاتے۔ اس صاحب نے چالیس فتووں کو درست قرار دیا اور بیس کے بارے معمولی اختلاف کیا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عہد سیاسی رسہ کشی کا دور عہد تھا۔ عنان اقتدار بنی امیہ سے بنی عباس کو منتقل ہونے والی تھی ہر طرف بغاوتیں اور شورشیں تھیں۔ اس پورے وقفہ میں آپ نے قطعاً ملکی معاملات میں پنجہ آزمائی نہیں فرمائی کیونکہ آپ مکمل طور پر سیاست سے مجتنب رہنے کو ترجیح دیتے تھے۔

جب آپ نے فراغت حاصل کی تو اپنا مستقل طور پر حلقہ درس و تدریس قائم کیا۔ اس میں کثیر تعداد شاگردوں نے شرکت کی۔ ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم، زفر بن ہذیل، محمد بن حسن شیبانی اور حسن بن زیاد وغیرھم۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے تمام فقہاء پر بھاری اور غالب تھے۔ آپ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

حصہ دوم - تاریخ فقہ ۱۹۹۱ء

سوال نمبر ۲: جزء I: نماز کے اوقات، نماز کی کیفیت، اور نماز کے لیے طہارت کے اجمالی احکام کے متعلق آیات کا حوالہ دیتے ہوئے مختصراً بتایئے کہ قرآن کے ان اجمالی احکام کی تفصیل کا ماخذ کیا ہے؟

جزء II: امام ابوحنیفہؒ کے دو مشہور شاگردوں کے حالات، شیخ علامہ محمد خضری بک کے حوالے سے تحریر کریں۔

جواب: جزء I

اوقات نماز: قرآن کے مطالعہ کے بعد ہمیں پتہ چلتا ہے کہ شروع شروع میں صرف دو وقتوں کی نماز فرض تھی جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار

اور اپنے پروردگار کے حمد کی تسبیح صبح و شام پڑھ

قرآن مجید نے نماز اور رکعت نماز کی تعداد صراحتہً بیان نہیں کی بلکہ صرف اجمالی طور پر اوقات نماز کا ذکر کر دیا جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سُبحٰنَ اللہِ حِینَ تُمسُونَ وحِینَ تُصبِحُونَ

پس پاکی بیان ہو اللہ کی جس وقت کہ تم شام کرتے ہو اور جس وقت تم صبح کرتے ہو۔

سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے۔

أقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھودا۔

سورہ ہود میں بیان فرمایا:

أَقِمِ الصلوٰۃ طرفی النھار وزلفاً من اللَّیل۔

سورہ بقرہ میں فرمایا: حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃِ الوسطی

محافظت کرو تمام نمازوں کی اور بیچ والی نماز کی

"نماز کی کیفیت": نماز کی کیفیت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا:

(۱) وقوموا للہِ قانتین۔ اور اللہ کے واسطے چپکے کھڑے رہو۔

(۲) یا أیّھا الذین اٰمنوا ارکعُوا واسجُدوا۔

مسلمانو! رکوع اور سجود کرو۔

چونکہ نماز آپؐ مسلمانوں کے ساتھ باجماعت ادا فرماتے تھے۔ اس لیے نماز کی

Marfat.com

کیفیت کو عملاً یوں بیان کیا۔
صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ
جس طرح تم لوگ مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو اسی طرح نماز پڑھو۔
نماز پڑھنے کے لیے چونکہ طہارت ضروری ہے اس لیے اسے درج ذیل آیت میں یوں بیان کیا: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ: اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو دھولو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک (دھولو) اور اپنے سروں کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھو ڈالو۔

قرآن کے اجمالی احکام کی تفصیل کا ماخذ

قرآن کے اجمالی تفصیل کا پہلا ماخذ تو خود قرآن ہے کیوں کہ القرآن یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا اور دوسرا سب سے بڑا ماخذ "سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم" ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں سنت سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال و افعال اور تقریرات ہیں ارشادِ ربانی ہے۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ "یعنی ہم نے آپ کی طرف قرآن نازل کیا تاکہ آپ اسے لوگوں کو کھول کھول کر بیان کریں۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔ مَا آتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ یعنی اللہ کا رسول جو چیز تمہیں دے لے لو اور جس چیز سے روکے رک جاؤ۔

جواب جزء II: امام ابو حنیفہ رح کے دو مشہور شاگردوں کے حالات:

(ا) امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رح

آپ امام ابو حنیفہ رح کے اکابر تلامذہ میں شمار کیے جاتے ہیں آپ ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور جوان ہونے کے بعد روایت حدیث کرنے لگے چنانچہ ہشام بن عروۃ، ابو اسحاق شیبانی، عطاء بن السائب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے روایت کی۔ اس کے بعد ابن ابی لیلی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ان کے ساتھ ایک مدت تک قیام کیا اس کے بعد امام ابو حنیفہ کے حلقہ درس میں آئے اور ان کے اکابر تلامذہ اور بہترین مددگاروں میں منسوب ہوئے وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے امام ابو حنیفہ کے مذہب میں کتابیں لکھیں مسائل قلم بند کروائے ان کی اشاعت کی اور تمام روئے زمین میں ابی حنیفہ رح کے علم کو پھیلا دیا۔ بہت سے اصحاب حدیث نے بھی امام ابو یوسف رح کی تعریف کی ہے مثلاً یحیٰی بن معین

کہتے ہیں کہ اصحاب الرائے میں امام ابو یوسف رح سے زیادہ کثیر الحدیث اور صحیح روایت کرنے والا کوئی شخص نہیں۔ امام ابو یوسف رح نے ۱۸۳ھ میں وفات پائی۔

(۲) امام محمد بن فرقد بن شیبانی رح } آپ بھی امام ابو حنیفہ رح کے اکابر شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں

آپ ۱۳۲ھ میں مقام واسط میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں نشو و نما پائی۔ پھر عباسیوں کے زیر سایہ بغداد میں اقامت اختیار کی۔ بچپن ہی سے علم حاصل کرنے لگے۔ اور حدیث کی روایت کی اور امام ابو حنیفہ رح سے اہل عراق کا طریقہ سیکھا لیکن چونکہ آپ ابھی کمسن ہی تھے کہ امام اعظم کا انتقال ہو گیا لہذا ان کے حلقہ درس میں زیادہ دیر تک نہ بیٹھ سکے اور امام ابو یوسف سے اس طریقہ کی تکمیل کی آپ چونکہ عاقل اور ذہین تھے اس لیے بہت زیادہ ترقی کی اور امام ابو یوسف کی زندگی میں ہی اہل الرائے کا مرجع بن گئے۔ ان دونوں میں مسائل میں نوک جھونک رہتی تھی۔ جو ایک مدت تک قائم رہی۔ یہاں تک کہ امام ابو یوسف نے وفات پائی۔

امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کی تعلیم کا سلسلہ امام محمد ہی کی ذات سے قائم ہوا کیوں کہ احناف کے پاس ان ہی کی کتابیں موجود ہیں۔ امام شافعی نے بغداد میں ان سے ملاقات کی اور ان کی کتابیں پڑھیں اور بہت سے مسائل میں ان سے مناظرہ کیا۔ ان دونوں کے مناظرے مدون شکل میں موجود ہیں۔

امام محمد نے مقام رے میں جبکہ وہ رشید کے ہمراہ تھے ۱۸۹ھ میں وفات پائی

Marfat.com

تاریخ فقہ (دوسرا حصہ)

سوال نمبر ۱: تاریخ التشریع الاسلامی میں مذکور امام ابوحنیفہ رحمہ کے حالات بالاختصار بیان کیجئے۔

جواب کے لیے ملاحظہ ہو حل پرچہ ۱۹۹۰ء

II کاتبین وحی میں سے صرف دس کے اسماء لکھ دیجئے؟

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ،
۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ،
۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ،
۴۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ،
۵۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ،
۶۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ،
۷۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ،
۸۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ،
۱۰۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ،

تاریخ فقہ اسلامی

سوال: وہ کونسی آیات قرآنی ہیں جن سے اوقات نماز کا استنباط ہوتا ہے؟

جواب: جن آیات قرآنی سے اوقات الصلوۃ کا استنباط ہوتا ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

اوقات الصلوۃ کے سلسلے میں آیات قرآنی:

۱۔ وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار
"اور تم صبح اور شام اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح بیان کرو۔"
اس آیت میں فجر اور مغرب کی نماز کے اوقات کا ذکر ہے۔

۲۔ فسبحن الله حين تمسون وحين تصبحون
"پس اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو جب تم شام کرتے ہو اور صبح کرتے ہو۔"

۳۔ اقم الصلوة لدلوك الشمس الى غسق الليل وقران الفجر ان قران الفجر كان مشهودا (بنی اسرائیل)

Marfat.com

ترجمہ: "آپ نماز قائم کریں سورج ڈھلنے سے رات کی تاریکی چھا جانے تک اور فجر کے وقت تلاوت قرآن بیشک فجر کے وقت قرآن پڑھنا مشہود (روبرو) ہوتا ہے۔"

4- اقم الصلوۃ طرفی النہار و زلفا من اللیل (سورہ ھود)
"تم نماز قائم کرو دن کے دونوں اطراف اور رات کی تاریکی میں۔"

5- حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی (سورہ البقرہ)
"تم نمازوں کی حفاظت کرو خاص کر درمیانی (عصر کی) نماز کی۔" (سورہ البقرہ)

ان آیات قرآنی سے پانچوں نمازیں یعنی فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے اوقات وضاحت سے ثابت ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ اگر احادیث مبارکہ کو جمع کر دیا جائے تو مزید وضاحت ہو سکتی ہے۔

تاریخ فقہ اسلامی ۱۰

سوال: فقہ بعہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات علامہ خضری بک کے حوالہ سے بیان کیجئے اور آپ کے ذاتی اجتہادات کی مثال بھی دیجئے۔

جواب: فقہ بعہد رسالت ﷺ کے خصوصیات: رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شارع کی حیثیت سے آئندہ نسلوں تک پیش آنے والے تمام فقہی مسائل کو بہترین انداز، اسلوب اور دلنشین طریقے سے اصول و قوانین اور ضابطے بیان فرما دیے۔ ان قواعد کی بنیاد پر آگے جا کر نہ صرف فقہی مسائل کا حل آسان ہو گیا بلکہ اجتہاد کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے بھی آسانی ہو گئی اس سلسلے میں یوں سمجھئے کہ ارشاد ربانی ہے:-

لا تزر وازرۃ وزر اخری

ترجمہ: ایک شخص دوسرے کے بوجھ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

اس ارشاد کا صاف مطلب یہ ہے کہ اصل مجرم کو سزا بھگتنی ہوگی وہ جرم دوسرے پر عائد کر کے اس کو ہرگز سزا نہیں دی جائے گی اور نہ دوسرے شخص سے بازپرس ہوگی۔

حدیث رسول ہے کل شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل

ترجمہ: جو شرط کتاب اللہ (قرآن) میں موجود نہیں ہے پس وہ باطل ہے۔

اس روایت کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ جو معاہدہ باضابطہ اخلاق قرآنی تعلیمات سے ٹکراتا ہے گا وہ مردود اور ناقابل عمل ہے۔

دور رسالت ﷺ میں فقہی مسائل کے حل کے اجتہاد کا دائرہ وسیع ترین ہو گیا تھا۔ اس لئے ہر نگاہ رسالت ﷺ کا فیض ہے جیسے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا یعنی جو چیز تمہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عنایت

Marfat.com

فرمادیں وہ لے لو اور جس چیز سے آپ ﷺ روک دیں اس سے رک جاؤ۔

دور رسالت میں اسلامی فقہ کے ماخذ چار تھے۔ (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول (۳) اجماع اور (۴) قیاس۔

۱۔ کتاب اللہ: رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اعلان نبوت فرمایا اور آپ پر اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ اعلان نبوت ﷺ کی زندگی مبارک کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ (۱) مکی زندگی مکی دور رسالت تیرہ سالوں پر مشتمل ہے۔ اس دور میں جتنا بھی قرآن نازل ہوا تھا اس میں صرف اور صرف عقائد کی تعلیم تھی۔ یعنی اصلاح عقائد پر زور دیا گیا ہے۔ (۲) مدنی زندگی یہ صرف دس سال تک ہے۔ اس دور میں جو قرآن نازل ہوا اس میں عبادت کے مضامین شامل ہیں۔ یعنی مدنی زندگی میں نازل ہونے والے قرآن میں عبادات اور معاملات پر زور دیا گیا ہے۔ ایک شارع کی حیثیت سے آپ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو قرآن کی تعلیم دی۔ قرآن نے آپ کی اطاعت کو اطاعت الٰہی قرار دیا اور آپ کے عمل کو ہمارے لئے "اسوہ حسنہ" قرار دیا ہے۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم: رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں زندگی کے ہر شعبہ میں ہمارے لئے راہنمائی ملتی ہے، معلم کی حیثیت سے، ایک لیڈر کی حیثیت سے، ایک زوج کی حیثیت سے، ایک مصنف کی حیثیت سے، ایک تاجر کی حیثیت سے، ایک سالار قافلہ کی حیثیت سے، ایک سیاستدان کی حیثیت سے وغیرہ وغیرہ آپ کا ہر قول و فعل اتنا مرغوب محبوب ہوتا تھا کہ فوراً دیکھتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے راہ عمل بنا لیتے تھے۔ بلکہ اسے یاد رکھنا اور اس پر عمل کرنا متاع زندگی اور مفتاح جنت تصور کوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ زبان رسالت سے نکلا ہوا عظیم ذخیرہ آج بھی کتب احادیث کی شکل میں موجود ہے۔ بے شمار کتب احادیث کے ذخیرہ کا خلاصہ "کتب صحابہ ستہ" کو قرار دیا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقہ کی تعریف:

لغت میں فقہ کا معنی سمجھ بوجھ آتا ہے۔ لیکن اصطلاحِ شرع میں فقہ اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ قرآن و سُنت کے احکام کی وضاحت کی جائے اور ضروریاتِ زندگی کے تمام مسائل کو اسلامی طریقہ کے مطابق بنانے میں اس سے مدد لی جا سکے

فقہ کی فضیلت

حدیثِ پاک میں فقہا اور فقیہ کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ مَنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ "اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے" اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے فَقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ کے علم کا کیا مقام ہے۔ علماء نے اسی لئے فقیہ میں درجِ ذیل خصائل کا ہونا ضروری قرار دیا ہے:۔

(۱) آفاتِ نفسانی کی باریکیوں کی پہچان۔

(۲) ان چیزوں کی پہچان جو عمل کو فاسد بنا دینے والی ہیں۔

(۳) راہِ آخرت کا علم۔

(۴) اخروی نعمتوں کی طرف غایت درجہ رجحان۔

(۵) دُنیا کو حقیر سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس پر قابو پانے کی طاقت۔

(۶) دل پر خوفِ الٰہی کا غلبہ۔

(۷) دین میں کامل بصیرت۔

۸۔ طاعات پر مداومت کرنیوالا اور پرہیزگار ہو۔

۹۔ مسلمانوں کی بے آبروئی اور حق تلفی سے بچنے والا ہو۔

۱۰۔ شخصی مفاد پر قومی و جماعتی مفاد کو ترجیح دیتا ہو۔

اسی بنا پر فقیہ شیطان کے لئے ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ کیونکہ عابد اپنی حد تک محدود ہے۔ اس کی سوچ اس کا عمل اور اس کا سب کچھ صرف اور صرف اپنی ذات کے لئے ہے لیکن فقیہ عوام الناس کی بھلائی سوچتا ہے۔ یہ

Marfat.com

دیکھنا ہے کہ کس طرح لوگوں کو راہ راست پر قائم رکھا جا سکتا ہے۔

فقہ کی ضرورت اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق رہنمائی ملتی ہے وہ رہنمائی قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی وساطت سے ہم تک پہنچتی ہے لیکن ہر دور میں کچھ مسائل ایسے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کی وضاحت نہ قرآن مجید سے ملتی ہے اور نہ حدیث پاک میں اس کی تشریح ہے تو ایسی صورت میں قرائن اور مثالوں سے مسائل مستنبط کر کے فیصلہ دیا جاتا ہے۔ جوں جوں اسلامی سلطنت کی حدیں وسیع ہوتی گئیں مختلف قبائل اسلام قبول کرتے گئے تو ان کے سابقہ رسم و رواج اور مذہبی عقائد و رسوم کی تصحیح اور ان کے مقابلے میں اسلامی عقائد کی فضیلت گنوانے کی ضرورت نے فقہ کو ترویج دی حضور علیہ السلام صحابہ تابعین کے دور میں بہت سی ایسی چیزیں نہیں تھیں جو اب موجود ہیں تو ان کے متعلق احکام کو قرآن و حدیث کی روشنی میں تلاش کریں تاکہ مفادِ عامہ پر زد نہ آئے فقہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔

فقہ کا موضوع قرآن و حدیث کا وہ حصہ جو احکام (عبادات، معاملات) پر مشتمل ہے۔ اس میں معاشیات، سیاسیات، حدود و تعزیرات خانگی معاملات، معاشرتی معاملات، موت اور مرنے کے بعد کے معاملات بھی فقہ کے موضوع میں شامل ہیں

فقہ کی تاریخ جب حضور علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت اہل مکہ اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سب اپنے اصلی مذاہب کو چھوڑ چکے تھے۔ عقائد میں بہت سی غلط باتیں شامل کر رکھی تھیں۔ اس وقت صرف عقائد کی درستگی کی ضرورت تھی۔ تو پہلے پہل توحید پھر رسالت اور پھر موت و ما بعد الموت کے عقیدہ کا ہی درس دیا رہا، بعد میں احکام نازل ہونا شروع ہوئے تو اس کی وضاحت اور تشریح کی ضرورت پیش آئی اور انہی احکام نے بعد میں مختلف اوقات میں مختلف صورتیں دھاریں۔ اس طرح فقہ اسلامی کو چھ ادوار پر تقسیم کیا گیا ہے

پہلا دور حضور علیہ السلام کی بعثت سے، ہجرت اور وفات تک ہے۔

دوسرا دور یہ کبار صحابہ یعنی خلفاء راشدین کا دور ۱۱ھ تا ۴۰ھ تک

Marfat.com

تیسرا دَور صغار صحابہ اور تابعین کا دَور ۴۰ھ تا دوسری صدی ہجری کے آغاز تک چوتھا دَور دوسری صدی ہجری کے آغاز سے چوتھی نصف صدی ہجری تک پانچواں دور چوتھی نصف صدی ہجری تا زوال سلطنت عباسیہ تک اور چھٹا دور زوال سلطنت عباسیہ سے آج تک۔

اس طرح تاریخ فقہ کو چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اب ہر ایک کی تفصیل آگے آتی ہے۔

فقہ کا پہلا دَور

یہ دَور حضور علیہ السلام کی زندگی کا دَور ہے اس دَور میں جملہ امور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی کے ساتھ وابستہ تھے۔ قانون سازی، فتاویٰ اور فیصلے سب آپ خود فرماتے تھے اس لیے صحابہ کرام کو نہ اس کے متعلق سوچنے کی ضرورت تھی اور نہ ہی وہ اس قسم کی بحثوں میں پڑتے تھے جو مسئلہ درپیش ہوتا حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہو کر عرض کرتے تو بارگاہِ نبوت سے اس کا جو جواب ملتا اس پر عمل کر کے اپنی زندگی کی راہیں سنوار لیتے۔

اس دَور میں فقہ کے صرف دو ہی ماخذ تھے قرآن مجید اور تشریحات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

قرآن مجید

قرآن مجید میں اصول و دستور کے علاوہ وہ مصالح اور مسائل بھی بیان کئے گئے ہیں جو ایک صالح سوسائٹی کے لئے درکار ہیں۔ بیان کی صورت یہ تھی کہ جیسے جیسے ضرورت پڑتی اس کے مطابق آیات و احکام نازل ہو جاتے اور خطرات کے انسداد کے لئے بھی آیات نازل ہوئیں تاکہ خطرات کے آنے سے پہلے ہی اس کو روکنے کا بندوبست کر لیا جائے۔ سوالات کا سلسلہ بہت کم تھا اور نہ ہی عموماً اس کی ضرورت پڑتی تھی اور قرآن مجید نے خود بھی سوالات کی زیادتی سے منع کر دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔

ترجمہ: ہر چیز کے متعلق سوال نہ کیا کرو اگر وہ بیان کر دی جائے تو تم پر گراں گزرے اور حضور علیہ السلام نے بھی ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلی قومیں اسی لئے ہلاک ہوئیں کہ انہوں نے انبیاء پر سوالات کثرت سے کئے جب احکام فرض کر دیے گئے تو پھر ان کے کرنے سے عاجز آ گئے۔ جس کی مثال اس طرح ہے کہ حضور علیہ السلام

Marfat.com

حج کی فرضیت کے بارے میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک صحابی نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال تو آپ خاموش رہے۔ بعد میں آپ نے فرمایا اگر میں آپ کے سوال کے جواب میں "ہاں" کہہ دیتا تو تم پر ہر سال فرض ہو جاتا اور پھر تم ادا نہ کر سکتے اور مزید فرمایا اِتَّقُوْا کَثْرَۃَ السُّوَالِ عَنِّیْ۔ مجھ پر زیادہ سوالات کرنے سے بچو۔

قرآن مجید کی کل ایک سو چودہ سورتیں ہیں جو حسب ضرورت تئیس سال میں نازل ہوا۔ جس میں کچھ حصہ ہجرت سے قبل مکہ میں نازل ہوا اور کچھ حصہ ہجرت کے بعد مدینہ میں نازل ہوا۔ اس طرح قرآن مجید کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا۔ مکی اور مدنی۔

مکی سورتوں کی خصوصیات

مکی سورتوں کی تعداد اکانوے ہے جو ذیل کی خصوصیات سے پہچانی جا سکتی ہیں:۔

(۱) مکی سورتوں کی آیات عموماً چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ یہ بات اگرچہ بعض جگہ پہ مدنی سورتوں میں بھی پائی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی عموم کا اعتبار کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ مکی سورتوں کی آیات چھوٹی اور تعداد میں زیادہ ہوتی ہے۔

(۲) مکی آیات میں عموماً یا ایھا الناس سے خطاب کیا گیا ہے۔

(۳) مکی آیات میں فقہی مسائل بالکل بیان نہیں کئے گئے بلکہ عقائد۔ توحید۔ رسالت۔ موت اور مابعد موت یعنی آخرت پر ایمان اور ثواب و عذاب وعدہ وعید بیان کی گئی ہے۔

مدنی سورتوں کی خصوصیات

مدنی سورتوں کی تعداد صرف تیئس ہے اور ان کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ان آیات میں جہاں بھی خطاب کیا گیا ہے تو ایھا الذین امنو سے خطاب کیا گیا۔

(۲) ان آیات میں احکام کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

(۳) عقائد کی بحث ان میں واجبی سی ہے۔

قرآن مجید میں ایک دعویٰ ہے کہ یہ انسانی فلاح کا ضامن ہے اس لحاظ سے اس کی آیات و احکام میں درج ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں:

(۱) عدم حرج (۲) قلت تکلیف (۳) تدریج۔

Marfat.com

(۱) عدم حرج عربی زبان میں حرج کے معنی تنگی کے آتے ہیں۔ اور یہ شریعت تنگی کو دور کرتی ہے جس کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے۔ "خدا تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتا" مثلاً نماز کیلئے طہارت ضروری ہے جو پانی سے ہو سکتی ہے لیکن اگر کوئی مسافر ہو اور اسکے پاس پانی نہ ہو۔ یا پانی تو ہو لیکن استعمال پر قادر نہ ہو یا اس سے بیمار ہونے یا بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو وضو اور غسل کی بجائے تیمم کرے کیونکہ پانی کے استعمال میں حرج ہے اور حرج اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ اسی طرح معاشرتی زندگی میں ایک آدمی کی ایک عورت سے اپنی خواہش پوری نہیں ہوتی تو وہ مجبور ہے کہ اپنی خواہش کو پورا کرے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "تم دو، تین بلکہ چار عورتوں سے شادی کر لو۔ تاکہ تمہاری خواہش پوری ہو جائے اور معاشرتی برائی "زنا سے بچ جاؤ۔ کیونکہ زنا معاشرہ میں حرج ڈالنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے پوچھا گیا کہ حرج کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا اس سے مراد اسلامی احکامات کی وسعت ہے کہ سابقہ امتوں کی طرح اس میں سختی نہیں۔ اور ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا کہ یہ وہ وسعت ہے کہ انسان سے اگر کوئی خطا ہو جائے تو توبہ یا کفارہ سے اس کا ازالہ ہو سکے جبکہ سابقہ امتوں میں بہت سختی تھی۔

قلت تکلیف قلت تکلیف عدم حرج کا لازمی نتیجہ ہے کیونکہ کثرت تکلیف میں مختلف قسم کی تنگیاں ہیں۔ جو شخص اوامر و نواہی کی تحقیقات کرے گا اس کو اس اصل کی صحت کا یقین آسانی سے ہو جائیگا کیونکہ اوّل تو ان کی تعداد بہت کم ہے۔

(۲) تھوڑی سی مدت میں ان کا علم ہو سکتا ہے۔

(۳) ان پر آسانی سے عمل ہو سکتا ہے۔

مسلمانوں کو سوال کرنے سے اس لئے منع کر دیا گیا کہ ان کے سوالات سے تنگی میں اضافہ ہوتا ہے مثلاً حضور علیہ السلام حج کا ذکر فرما رہے تھے تو ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال میں فرض ہے۔ تو آپ نے خاموشی اختیار کی۔ بعد میں آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ تم پر ہر سال میں لازم ہو جاتا اور پھر تم اس کو ادا نہ کر سکتے۔ آپ نے مزید

52911

Marfat.com

فرمایا کثرتِ سوال سے بچو کہ تم سے پہلی امتیں اس لئے ھلاک ہو گئیں۔ کہ انھوں نے اپنے نبیوں سے کثرت سے سوال کئے اور جب ان میں سختی کی گئی تو پھر اس پر پورے نہ اُتر سکے تو اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ پس میں نے فرائض بیان کر دیئے ہیں۔ ان کو ضائع نہ کرو اور حدیں مقرر کر دی ہیں ان کو نہ پھلانگو کچھ چیزوں کو حرام کر دیا ہے ان کی پردہ داری نہ کرو۔ اور کچھ چیزیں بغیر بھولنے کے چھوڑ دیں ہیں ان کی تحقیق و جستجو نہ کرو۔

تدریج جب حضور علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت دنیا میں بہت سی برائیاں تھیں ان برائیوں کو یک لخت ہی ختم نہیں کر دیا گیا بلکہ پہلے صرف اس کے نقصانات سے آگاہ کیا گیا پھر اس کی برائیاں بیان کی گئیں پھر اس سے سختی سے منع کر دیا گیا۔ مثلاً شراب اور جواء کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے قرآن مجید کی زبان سے جواب دیا کہ اس میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے نفع بھی ہے لیکن گناہ نفع سے زیادہ ہے۔ پھر ایک موقعہ پر نشے کی حالت میں نماز سے منع کر دیا گیا۔ اس سے اگرچہ فقیہی ذہن یہ تصور کر سکتا ہے کہ ان آیات میں شراب و جوئے کی حرمت کا ذکر ہے لیکن ہر آدمی اس سے ان چیزوں کی حرمت نہیں سمجھ سکتا تو اللہ تعالےٰ پھر اس کی صریح حرمت ان الفاظ سے کی کہ شراب' جواء بت اور شگون شیطانی عمل ہے پس ان سے بچو' پس اب اس کی صراحت سے حرمت کا حکم آ گیا اس کے بعد جو شراب پیئے گا۔ جوا کھیلے گا۔ بُت پرستی کرے گا۔ شگون لے گا وہ حرام کا مرتکب ہو گا اور حرام کا مرتکب کفر تک پہنچتا ہے۔ اسی لئے ان کے لئے حد بیان کی گئی ہے۔

یعنی اس طرح تدریجاً احکام کا نفاذ ہوا۔ دوسرا تدریج کا معنیٰ یہ بھی ہے کہ تمام احکام بیک وقت ہی نہیں نافذ کر دیے گئے بلکہ آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے۔ مثلاً پہلے پہل صرف توحید و رسالت کا اقرار کرنا کافی تھا اور دین ابراہیمی کے مطابق نماز اور طواف کعبہ وغیرہ بطور عبادت ادا کر لینا کافی تھا۔ پھر صراحت سے نماز کی تعداد رکعت اور اوقات کی تفصیل بیان کی گئی۔ پھر جہاد کا حکم آیا۔ روزے فرض کئے گئے زکوٰۃ

Marfat.com

کا حکم آیا کہ ادا کیا کرو۔ یعنی اس طرح باری باری احکام نزول ہوا۔ یہ اس حکمت کا تقاضا تھا۔

نسخ قرآن مجید مذہب اسلام کی بنیاد اور وہ مضبوط رسی ہے جس کے پکڑنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو دیا ہے لیکن یہ بات قابلِ غور ہے کہ کیا کوئی ایسی آیت بھی قرآن مجید میں جو منسوخ ہوگئی ہو اور اس پر عمل کرنا اب ضروری نہ ہو۔

جب یہ ثابت ہوگیا کہ قرآن مجید ایک اٹل حجت ہے اور واجب العمل ہے اسکی ایک آیت کا انکار کفر ہے تو پھر کیونکر اس میں آیات کو غیر واجب العمل قرار دیا جائے لیکن جو کہ خود قرآن مجید اسکی شہادت دیتا ہے کہ "جو کوئی آیت ہم منسوخ کر دیں یا آپ کو بھلا دیں اور اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس کے مثل لائیں کیا تمہیں معلوم نہیں اللہ ہر چاہت پر قادر ہے" تو اس آیت سے یہ ثابت ہوگیا کہ کچھ آیتوں کے احکام منسوخ ہوگئے ہیں اور احادیث میں بھی اسی طرح ہے۔

فقہاء کے نزدیک نسخ کی دو صورتیں ہیں:۔

(۱) پہلی عبارت سے جو بات ثابت ہو رہی ہے دوسری عبارت اسکو باطل کر دے جیسے حدیث میں ہے۔ "میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا۔ خبردار اب زیارت کیا کرو"۔ اس حدیث کا پہلا جملہ زیارت قبور کی ممانعت پر دلالت کرتا ہے لیکن دوسرے جملہ سے اس زیارت قبور کی اباحت اور اجازت پائی جاتی ہے۔

(۲) پہلی عبارت میں کوئی حکم مطلق تھا پھر اس کو مقید کر دیا گیا یا پہلے کوئی حکم عام تھا پھر اس میں تخصیص کر دی گئی۔ جیسے عدت کے معاملہ میں پہلے یہ حکم آیا کہ جس عورت کو تم طلاق دو تو وہ تین حیض انتظار کرے پھر بعد میں اس سے غیر مدخولہ عورت کی تخصیص کر دی گئی کہ اس کی عدت نہیں ہے اور اسی طرح حمل والی عورتوں کی عدت بھی وضع حمل قرار دے دی گئی۔ اس میں ایک عام حکم کو منسوخ تو نہیں کیا گیا اس میں چند صورتیں مقید کر دی گئی ہیں۔ اس طرح اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔

نسخ کو معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آیات و احکام کے

Marfat.com

نزول کے وقت اور جگہ کا تعین ہو۔ ترتیب نزولی کو جانتا ہو۔ کہ کونسا حکم پہلے نازل ہُوا اور کونسا حکم بعد میں۔ یعنی جب قرآن مجید کی دو آیتوں یا یا دو حدیثوں میں تضاد پایا جائے۔ پھر جاننا ضروری ہو جائے گا کہ پہلے کونسی آیت اتری تھی اور بعد میں کونسی آیت اُتری پہلے کیا حکم دیا گیا تھا اور بعد میں کونسا۔ اس طرح دوسرا حکم پہلے حکم کا ناسخ ہوگا اور دوسری آیت پہلی آیت کی ناسخ ہوگی یا مطلق کی مقیّد ہوگی یا عام کو خاص کرنیوالی یہ تمام چیزیں نسخ سے تعلق رکھتی ہیں۔

تشریحات نبوی احدیث۔سُنّت

جہاں قرآن مجید کے کسی حکم کی تشریح و توضیح کی ضرورت ہوتی حضور علیہ السلام خود قولاً اور فعلاً اس کی وضاحت فرما دیتے۔ مثلاً نماز کی ادائیگی کا حکم قرآنِ مجید میں موجود ہے لیکن تعداد رکعت اور اوقات کی تفصیل ہمیں حدیث ہی سے مل سکتی ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم قرآن مجید سے معلوم ہے مال کی مقدار اور زکوٰۃ کی شرح تو حدیث ہی میں بیان کی گئی ہے۔ وغیرہ

لہٰذا حضور علیہ السلام جو کچھ فرماتے یا عمل کرتے صحابہ کرام اس کو یاد کر لیتے اور اپنے عمل کو اس کے مطابق کرنے کی پوری پوری کوشش فرماتے۔ اس طرح حضور علیہ السلام نے قولاً ایک ضابطہ قانون اور عملاً ایک ایسا معاشرہ ترتیب دیا تھا جو کچھ اس میں تھا وہ سب کا سب سُنّت تھا اور یہی قانون اسلامی اور فقہ اسلامی کی بنیاد بنا اور اسی کو اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔

دوسرا دور

حضور علیہ السلام کا اس دُنیا سے وصال فرما جانے کے بعد فقہ کے دوسرے دور کا آغاز ہُوا اس دور میں وہ لوگ موجود تھے جنہوں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ سفر و حضر گزارا تھا قرآن مجید کے نزول کے اوقات اور واقعات سے اچھی طرح واقف تھے۔ اس لئے وہ اس کے اسرار و رموز کو صحیح سمجھ سکتے تھے لیکن فتوحات کا سلسلہ اس قدر بڑھا کہ ایک وسیع اسلامی سلطنت کا انتظام ان کے ہاتھ میں تھا مختلف قبائل اور قومیں اسلام میں داخل ہو جانے

Marfat.com

کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہوئے جن کے لئے قرآن و حدیث سے راہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وضاحت دستیاب نہ ہوسکی تو پھر اس کے لئے صحابہ سے مشورہ اور قیاس کو عمل میں لا کر فیصلہ جات صادر فرمائے گئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اگر کوئی مسئلہ پیش آتا تو آپ اس کے لئے اگر قرآن مجید سے کوئی وضاحت پاتے تو فیصلہ فرما دیتے یا پھر صحابہ کرام سے اس کے متعلق مشورہ کرتے۔ چنانچہ آپ کے پاس نانی کی وراثت کا مسئلہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ میں کتاب اللہ میں تمہارا حصہ نہیں پاتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا کوئی حصہ مقرر فرمایا ہو۔ اس کے بعد انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے نانی کو چھٹا حصہ دینے کا فیصلہ فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا کوئی مؤید ہے۔ تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر شہادت دی کی جو کچھ حضرت مغیرہ نے فرمایا ہے میں نے بھی حضور علیہ السلام سے یہ سنا ہے کہ آپ نے چھٹا حصہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ تو پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چھٹا حصہ دینے کا فیصلہ فرمایا۔ اسی طرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی حدیث پڑھی جاتی تو اس پر گواہی طلب کرتے تھے اور اگر کسی کو گواہ نہ ملتا تو اس کو سزا دیتے۔

حضرت ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق کے دروازے پر تین بار سلام کیا لیکن ان کو اندر آنے کی اجازت نہیں ملی تو آپ واپس لوٹ گئے۔ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب آپ کے واپس ہٹ جانے کی خبر ہوئی تو آپ نے فوراً آپ کے پیچھے آدمی بھیج کر بلوایا اور پوچھا کہ تم واپس کیوں چلے گئے تھے تو آپ نے عرض کیا کہ میں نے اسی طرح حضور علیہ السلام سے سنا تھا کہ دروازے پر تین دفعہ سلام کہو اگر اندر آنے کی اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس پر میرے پاس گواہ لاؤ ورنہ تمہیں سزا دوں گا اب حضرت موسیٰ حالت غم میں تشریف لائے اور ہم سے یہ واقعہ

Marfat.com

بیان کیا اور پوچھا کہ کوئی تم میں سے اس بات کی تصدیق کر سکتا ہے۔ تو ہم سب نے کہا کہ ہم نے یہ حدیث حضور علیہ السلام سے سُنی ہے اور ہم نے ایک آدمی کو آپ کے ساتھ بھیجا جس نے جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابو موسیٰ کی بات کی تصدیق پیش کی تو تب حضرت عمر فاروق رض کو اس بات کا یقین ہوا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ سے جب کوئی آدمی حدیث روایت کرتا تو آپ اس سے قسم لیتے تھے کہ بات تم نے حضور علیہ السلام سے سُنی ہے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ آپ حدیث پر یقین نہیں رکھتے تھے بلکہ آپ حضرات کا مقصد یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب بیانی نہ ہونے پائے اور ہم آگ کے عذاب میں مبتلا نہ کر دیے جائیں یہی وجہ ہے کہ جب ان کو تسلی ہو جاتی کہ حدیث صحیح ہے تو اس کے مطابق فوراً فیصلہ فرما دیتے۔ اور ان کے اس طرز عمل کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دور میں حدیث کی روایت بہت کم ہوئی اور صرف وہ حدیث لی گئی جس کی شہادت کم از کم دو آدمی دیں اور وہ بھی اس وقت جب کوئی ایسا واقعہ پیش آئے جس کے لئے حدیث کے بیان کی ضرورت ہو ورنہ نہیں۔

ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے صحابہ کرام سے احادیث کے جمع کرنے کا مشورہ کیا تو عام صحابہ نے اس کا مشورہ دیا لیکن خود حضرت عمر رض اس معاملہ میں متشکک رہے اور ایک ماہ تک استخارہ کرتے رہے آخر ایک دن آپ نے خود صحابہ سے فرمایا کہ میں نے تم سے احادیث کے جمع کرنے کے متعلق مشورہ کیا تھا پھر میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ تم سے پہلے لوگوں نے کتاب اللہ کے ساتھ اور کتابیں لکھیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ انہی کتابوں میں مشغول ہو گئے اور کتاب اللہ کو چھوڑ دیا اس لئے خدا کی قسم میں کتاب اللہ کے ساتھ کسی اور چیز کو مخلوط نہیں کروں گا۔

حضرت عثمان رض کی شہادت کے بعد مسلمان دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھی اور دوسری حضرت امیر معاویہ رض ان سے کچھ اجتہادی غلطی ہوئی جس کی وجہ سے دونوں جماعتوں میں باہم جنگ کی نوبت بھی آئی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ اس طرح احادیث کے سلسلہ میں بعض نے بعض پر فضیلت سمجھتے ہوئے اپنے اپنے علم کے مطابق عمل کرنا شروع کر دیا لیکن اس دور میں [illegible] ایک چیز [illegible] رہی کہ جو فیصلہ یا فتویٰ دارالامارت سے

Marfat.com

صادر ہوتا تھا۔ اس کو حتمی سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ اگر اس مسئلہ میں کوئی واضح حدیث یا قرآن کی آیت نہ ہوتی تو تمام لوگوں سے رائے طلب کی جاتی اور وہ اپنی اپنی رائے دیتے اور پھر ایک بات پر اتفاق کر لیا جاتا تھا یہ صحابہ کے اجماع سے فیصلہ ہوتا تھا اس لئے اس سے کوئی اختلاف نہیں کرتا تھا۔ اس دور میں تمام فیصلے اجماع پر ہی مبنی تھے اس لئے اس دور میں کوئی زیادہ اختلاف نظر نہیں آتا۔

تیسری چیز اس دور کی "رائے" قیاس تھا۔ تمام صحابہ کرام کو رائے دینے کا اختیار ہوتا تھا۔ اور جن لوگوں کو گورنر بنایا جاتا تھا۔ ان کو یہ وصیت کی جاتی تھی کہ جس مسئلہ میں قرآن و حدیث کا ثبوت نہ پاؤ اس میں اپنی رائے سے فیصلہ کرو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خطوط جو گورنروں کے نام ہیں اس کے شاہد عدل ہیں۔ اور اس کی بیشمار مثالیں ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کو طلاق لینے کا اختیار دیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا۔ "میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہوں اگر وہ صحیح ہے تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہے تو میری اور شیطان کی طرف سے' اللہ اور اس کے رسولؐ اس سے بری ہیں۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی سے ملے اور پوچھا کہ تمہارے معاملے میں کیا ہوا تو اس نے عرض کیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت زید رضی اللہ عنہما نے یہ فیصلہ دیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر ان کی جگہ میں ہوتا تو میں یہ فیصلہ کرتا تو اس نے عرض کیا کہ آپ یہ فیصلہ فرمائیں خلیفہ تو آپ ہیں آپ کو اس سے کس چیز نے روکا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں تم کو قرآن و حدیث کی طرف لوٹا سکتا ہوتا تو اس کی طرف لوٹاتا لیکن میں تم کو اپنی رائے کی طرف لوٹاتا ہوں اور رائے چونکہ مشترک امر ہے۔ اس بناء پر انہوں نے حضرت علی و زید رضی اللہ عنہما کے فیصلہ کو منسوخ نہیں کیا بلکہ برقرار رکھا۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ رائے پر اعتماد کرنا پسند نہیں کرتے تھے تاکہ لوگ دین کے بارے میں بلا علم رائے زنی پر دلیر نہ ہو جائیں۔

چنانچہ اس دور میں اسلامی ماخذ چار تھے :-

(۱) قرآن اور یہی شریعت اسلامی کا منبع و ماخذ ہے۔

(۲) حدیث کیونکہ یہی کتاب اللہ کی صحیح تشریح ہے۔

Marfat.com

(۳) اجماع ، چونکہ ان لوگوں نے براہ راست شارع علیہ السلام سے تربیت حاصل کی تھی ان کا کسی بات پر متفق ہو جانا اس بات کی دلیل تھی کہ یہ بات حق ہے۔

(۴) رائے (قیاس) اس میں صاحب علم اپنی بصیرت سے فتویٰ دیتا ہے اور اس پر اعتماد ہوتا ہے۔

اس دور کے مشہور فقہا:۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ۔ حضرت عمر فاروقؓ ۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ ۔ حضرت علی المرتضیٰؓ ۔ حضرت عبداللہ مسعودؓ ۔ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ حضرت معاذ بن جبلؓ ۔ حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ۔

ان فقہا کی مختصر سوانح

ابوبکر صدیقؓ آپ کا نام عبداللہ والد کا نام ابوقحافہ تھا۔ آپ قریشی النسب تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب ساتویں پشت میں مرہ بن کعب سے حضور علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ واقعہ فیل کے دو برس بعد پیدا ہوئے اور ابتداء ہی سے توحید اور فطرتی امور کی طرف راغب تھے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ بچپن ہی سے اچھے تعلقات تھے جب حضور علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا نوجوانوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے اور ہجرت میں حضور علیہ السلام کے ساتھ ہمرکاب تھے تمام غزوات میں حضور علیہ السلام کے ساتھ رہے جب حضور علیہ السلام بیمار ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ ابوبکر کو کہیں نماز پڑھائیں جس پر آپ نے نماز پڑھائی اور جب حضور علیہ السلام کا وصال ہوا تو ثقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی کہ جس کو حضور علیہ السلام نے ہمارے دین (نماز) کا امام بنایا ہے ہم اس کو اپنا دنیا کا امام کیوں نہ بنائیں۔ پھر تمام لوگوں نے بیعت کی آپ نے ہی آنحضرتؐ کی سب سے آخر میں نماز جنازہ پڑھی اور آپ کے جانشین بنے۔ اور تقریباً دو سال چار ماہ دس دن مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد تقریباً تریسٹھ سال کی عمر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کو اپنا جانشین بنا کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور اپنے محبوب کے پہلو میں جا گزیں ہوئے۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کے والد اور آپ کے بیٹے اور پوتے بھی شرف صحابیت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہ حضور علیہ السلام کے نکاح میں تھیں جن کے حجرہ میں حضور علیہ السلام نے وصال فرمایا اور وہاں ہی دفن ہوئے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ کا نام عمر والد کا نام خطاب تھا۔ قریش کے سرداروں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ حرب فجار سے چار سال پہلے پیدا ہوئے۔ زمانہ جاہلیت میں مکہ کی سفارت آپ ہی کے خاندان کے ذمہ تھی۔ حضرت امیر حمزہ کے اسلام کے بعد حضور علیہ السلام کی دعا سے مشرف باسلام ہوئے۔ اور آتے ہی نعرہ تکبیر بلند کیا جس سے مکہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔ ہجرت میں بہت سے کمزور لوگوں کی مدد کرتے اور خود بھی اعلانیہ ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوگئے۔ حضور علیہ السلام کے مشیر خواص تھے آپ کے مشوروں کی متعدد مقامات پر وحی الٰہی نے تائید کی۔ تمام معرکوں میں حضور علیہ السلام کے ساتھ رہے۔ احد اور حنین میں ثابت قدم رہنے والوں میں سے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کی وصیت کے مطابق خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپ کے دور میں روم و ایران کی سلطنتیں اسلامی تسلط میں آگئیں۔

اس وسیع و عریض سلطنت کو آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے منظم رکھا اور اس کو دس حصوں میں تقسیم کر کے ہر علاقے میں صوبائی نظام قائم کیا اس کے ساتھ باقاعدہ فوج۔ ڈاک اور قاضی کا محکمہ بنایا کوفہ اور بصرہ کے شہر آباد کئے اور تعلیم کے فروغ کے لئے باتنخواہ اساتذہ مقرر کئے اور دس سال اسلامی حکومت کرنے کے بعد تریسٹھ سال کی عمر میں آخر ایک مجوسی غلام ابولولو کے ہاتھوں زخمی ہوئے۔ آپ نے خلافت کے لئے چھ رکنی کمیٹی مقرر کی اور یکم محرم الحرام کو انہیں زخموں کی وجہ سے جام شہادت نوش فرمایا۔ حضرت صہیب رومی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عائشہ کے حجرہ میں حضرت صدیق اکبرؓ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپکا دورِ حکومت ایک مثالی دورِ حکومت تھا۔

Marfat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کا نام عثمان والد کا عفان ابوعمر کنیت، ذوالنورین لقب تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب والد اور والدہ دونوں طرف سے پانچویں پشت عبدالشمس بن عبد مناف سے حضور علیہ السلام کے ساتھ مل جاتا ہے۔ آپ کی نانی بیضا ام حکیم حضور علیہ السلام کی سگی پھوپھی تھیں۔ آپ عام الفیل کے چھٹے سال پیدا ہوئے زمانہ جاہلیت میں چند پڑھے لکھے لوگوں میں آپ کا نام بھی شامل تھا تجارت کا پیشہ اختیار کیا تو اپنی دیانت اور صداقت کی بناء پر بہت جلد اس میں فروغ حاصل کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مشرف باسلام ہوئے۔ حبشہ ہجرت کی اور پھر واپس آ گئے اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

مسجد نبوی کی زمین خرید کر حضور علیہ السلام کو دی بیر معونہ خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا ہر موقعہ پر اسلام کی مالی امداد بڑھ چڑھ کر کی۔ غزوہ تبوک میں ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے اور سامان رسد کے لئے ایک ہزار دینار کے علاوہ تہائی فوج کا مکمل خرچہ آپ نے اپنی جیب سے کیا۔ جس پر حضور علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا: "اس کے بعد عثمان کو کوئی عمل نقصان نہیں دے سکتا۔" صلح حدیبیہ کے موقع پر سفیر بنا کر مکہ بھیجے گئے۔ حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما یکے بعد دیگرے آپ کے عقد میں آئیں۔ اس لئے آپ کو ذوالنورین (دو نور والا) کہا جاتا ہے۔ غزوہ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے۔ بیعت رضوان میں حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو حضرت عثمان رض کا ہاتھ قرار دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ کی شہادت کے بعد چھ رکنی کمیٹی کے متفقہ فیصلہ سے خلیفہ منتخب ہوئے اور ۴ محرم الحرام کو آپ کی بیعت کی گئی۔ آپ نے اپنی خلافت کے چھ سال میں اسلامی سلطنت کو بہت ترقی دی لیکن آپ کی بعض نرم پالیسیوں کی بناء پر شام اور مصر کے لوگوں نے بغاوت کی اور مدینۃ الرسول میں آپ کا محاصرہ کر لیا اور جب آپ سے مدینہ چھوڑ کر شام جانے کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے جوار رسول کو چھوڑنے سے انکار کر دیا پھر باغیوں سے جنگ کی اجازت طلب کی گئی تو آپ نے ارض مدینہ کو اپنی جان کی خاطر خون سے رنگنے کی اجازت دینے سے بھی انکار کر دیا۔ آخر ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ کی

Marfat.com

مدتِ خلافت گیارہ سال گیارہ ماہ اور چند دن ہوئی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کا نام علی ابوالحسن اور ابو تراب کنیت۔ حیدر لقب والد کا نام ابوطالب اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ آپ حضور علیہ السلام کے اعلان نبوت سے دس سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا کے بیٹے تھے۔ آپ کی پرورش بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی کی تھی۔ اس لئے آپ ہر وقت حضور علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے جب آپ نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ اسی وقت ایمان لے آئے اور اس میں ذرا برابر بھی پس و پیش نہیں کی۔ جب حضور علیہ السلام نے مکہ سے ہجرت کی تو رات کو اپنے بستر پہ حضرت علی ہی کو سونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ لوگوں کی امانتیں واپس کر کے صبح مدینہ چلے آنا۔ حضور علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالےٰ عنہا آپ کے عقد میں آئیں آپ فرماتے تھے کہ میں قرآن کی ہر آیت کے نزول کی جگہ وقت اور واقعہ کو جانتا ہوں کہ وہ کب کہاں اور کس لئے نازل ہوئی یہ آپ کی قرآن فہمی کی دلیل ہے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے تین دن بعد آپ کی بیعت خلافت کی گئی۔ آپ نے مدینہ منورہ کو چھوڑ کر کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ آپ سے بیعت کرنے والے شیعان علی کہلانے لگے انہوں نے جنگ صفین اور جمل میں آپ سے دھوکہ کیا۔ اور آخر تحکیم کے مسئلہ میں آکر آپ کا ساتھ چھوڑ گئے بلکہ دشمن ہو گئے جن کا نام خارجی رکھا گیا انکے ساتھ نہروان کے مقام پر جنگ ہوئی۔ آخر کار انہی خارجیوں کے ہاتھوں ۴۰ھ رمضان المبارک کی اکیس تاریخ کو زخمی ہوئے اور شہید ہوئے۔ آپ نے تبوک کے علاوہ تمام معرکوں میں حصہ لیا اس میں آپ کو حضور علیہ السلام نے اپنا جانشین بنایا تھا۔ آپ کے دور میں بیرونی طور پر کوئی فتوحات نہیں ہو سکیں بلکہ اندرونی سازشوں کے فروغ کرنے میں آپ کا دورِ خلافت ختم ہوا اور اس کے ساتھ ہی خلافت ختم ہو گئی اور ملوکیت شروع ہو گئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود آپ کا نام عبداللہ والد کا نام مسعود کنیت ابوعبدالرحمن تھی۔ والدہ کا نام ام عبد تھا۔ آپ حرب فجار کے چار سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ قدیم الاسلام تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں میں نے اپنے آپ کو چھٹا مسلمان پایا۔ آپ نے سب سے پہلے مکہ میں قرآن

Marfat.com

مجید بلند آواز سے پڑھا۔ دو دفعہ حبشہ کی ہجرت کی اور پھر مدینہ منورہ ہجرت کر کے آ گئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، سے اسلامی بھائی چارہ قائم ہوا آپ سالہا سال حضور علیہ السلام کے ساتھ خادم کی حیثیت سے رہے آپ کا پانی کا لوٹا اور جوتا اُٹھاتے تھے اور بعض روایات میں تکیہ کا ذکر ہے۔ اسی لئے ایک کا نام صاحب اداوۃ والنعلین یا صاحب الوسادۃ والنعلین کا لقب بھی عطا ہوا۔ آپ حضور علیہ السلام کے گھر بغیر پردہ کرائے آجا سکتے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ رضؓ فرماتے ہیں ہم یمن سے آئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود کا حضور علیہ السلام گھر اس کثرت سے آنا جانا دیکھ کر ایک عرصہ تک ان کو خاندان نبوت کا فرد سمجھتے رہے۔ حضور علیہ السلام نے خود حضرت عبداللہ بن مسعود سے قرآن مجید سنانے کی فرمائش کی آپ سے بہت سے صحابہ اور تابعین نے روایت حدیث کی ہے۔ صحابہ میں کتاب کو سب سے زیادہ جاننے والے حضرت عبداللہ بن مسعود تھے حضرت فاروق اعظم رضؓ نے آپ کو کوفہ کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا آپ وہاں عرصہ دراز تک اس عہدہ پر فائز رہے حضرت عثمان رضؓ کے دور میں جب فتنہ پردازی کا زور ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو عہدہ قضا سے معزول کر دیا جس سے پورے کوفہ میں ایک کہرام مچ گیا اور آپ کو واپس مدینہ جانے سے روکنے لگے لیکن آپ نے امیر کی اطاعت کو واجب سمجھتے ہوئے عمرہ کے ارادہ سے حجاز کے سفر کا ارادہ کیا اور عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ طیبہ میں گوشہ نشینی اختیار کی اور آخر ۳۲ھ میں ۶۲ سال کی عمر میں وفات پائی بہت سی جنگوں میں حصہ لیا۔ حضرت عثمان رضؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ آپ کا نام عبداللہ کنیت ابو موسیٰ والد کا نام قیس تھا۔ آپ یمن کے رہنے والے تھے۔ آپ مکہ میں تشریف لائے تو یہاں حضور علیہ السلام کی دعوت پر مسلمان ہو گئے اور پھر واپس جا کر اپنے علاقے اور قبیلہ میں دعوت دی جس میں بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے اور پھر تقریباً پچاس ساتھیوں کو لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہونے کی غرض سے بحری راستہ پر چلے۔ تو باد مخالف نے آپ کو مکہ کی بجائے حبشہ پہنچا دیا اور پھر باقی مسلمانوں کے ساتھ مدینہ روانہ ہو گئے۔ اتفاقاً آپ لوگ مدینہ میں ایسے موقعہ پر پہنچے جب مسلمان فتح خیبر سے واپس آرہے تھے۔

Marfat.com

آپ فتح مکہ اور غزوہ حنین اور تبوک میں شریک ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے آپ کو یمن کا عامل بنایا۔ حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں اسود کی بغاوت کے بعد جب دوبارہ یمن فتح ہوا تو پھر آپ کا عہدہ بحال کیا گیا۔ لیکن حضرت فاروق اعظم رضی کے دور میں شوق جہاد سے سرشار ہو کر عہدہ امارت سے مستعفی ہو کر عراق کی مہم میں شریک ہو گئے۔ کئی مقامات پر فوج کی کمان بھی کرتے رہے پھر بصرہ کے والی بنائے گئے۔ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان جب تحکیم پر رضامندی ہوئی تو حضرت علی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو اپنا نمائندہ منتخب کیا۔ اور اس فیصلہ میں دھوکہ کھانے کے بعد ایسے افسردہ ہوئے کہ فوراً مکہ معظمہ روانہ ہو گئے اور پھر کسی کام میں حصہ نہ لیا اور آخر ۴۲ھ میں وفات پائی۔

حضرت زید بن ثابت

آپ کا نام زید والد کا نام ثابت آپ بنی بخار کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے گیارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور غزوہ بدر میں اپنی کم عمری کی بناء پر شرکت سے روک دیئے گئے غزوہ احد میں بھی اختلاف ہے غزوہ خندق اور اس کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے آپ کو کتابت وحی کا شرف حاصل تھا حضور علیہ السلام کے فرمان پر فارسی، رومی، عبرانی، قبطی، حبشی اور سریانی زبانیں سیکھیں اور باہر سے آنے والے خطوط پڑھتے اور ان کے جواب بھی لکھتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی کی تدوین قرآن کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے اور حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دور میں شاہی کاتب کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ فاروق اعظم نے مدینہ منورہ کی قضا کا عہدہ بھی آپ کو سونپا اور حضرت عثمان نے آپ کو بیت المال کا متولی بنایا حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی غیر حاضری میں ان کو اپنا جانشین بناتے تھے۔ آپ علم و فضل کے پیکر تھے آپ کی اولاد میں یہ خصوصیت باقی رہی اور آخر ۴۵ھ میں چھپن سال کی عمر پاکر وفات پائی۔ آپ علم فرائض میں خاص دسترس رکھتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے خود فرمایا کہ حضرت زید تم میں علم الفرائض کو زیادہ جاننے والے ہیں، چنانچہ حضرت عثمان کی معیت میں علم الفرائض کو مرتب کیا۔

Marfat.com

حضرت معاذ بن جبل

حضرت معاذ بن جبل مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور علم نبوت بیعت عقبہ ثانیہ سے قبل حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر ۱۸ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ آپ نے حضور علیہ السلام سے بہت زیادہ علم سیکھا۔ آپ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے۔ جب مدینہ منورہ میں بت شکنی کی مہم شروع ہوئی تو اس میں آپ پیش پیش رہے۔ حضور علیہ السلام نے ۹ھ میں آپ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔ یمن کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا جس کا مرکز جند تھا آپ کو اس میں مقرر فرمایا گیا اور باقی چار حصوں صنعاء، کندہ حضرموت، زبید اور ساحل کے حضرت خالد بن سعید حضرت مہاجر بن ابی امیہ حضرت زیاد بن لبید اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کو حاکم مقرر کیا اور حضرت معاذ کو ان سب پر بھی امیر مقرر کیا۔ جب آپ کو یمن کا گورنر بنایا گیا تو حضور نے فرمایا کہ فیصلہ کس طرح کرو گے تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ کتاب اللہ سے پھر پوچھا اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو عرض کیا آپ کے فرمان سے آپ نے فرمایا اگر میرا فرمان آپ کو نہ مل سکے تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کر دوں گا تو حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور دعا دی حضرت معاذ باقی علاقوں کا بھی دورہ کرتے ان کے کام کا جائزہ لیتے، فیصلوں کو دیکھتے اور خود بھی وہاں فیصلہ فرماتے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو تم میں سے فقہ سیکھنا چاہے تو حضرت معاذ سے رجوع کرے آپ نے شام کی فتح میں بھی حصہ لیا اور آخر کار ۱۸ھ کو طاعون عمواس میں مع خاندان شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت ابی بن کعب

حضرت ابی بن کعب مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ابتدائی دور میں توراۃ پڑھی۔ شراب کے بہت دلدادہ تھے۔ لکھنا پڑھنا جانتے تھے جب حضور علیہ السلام مدینہ منورہ تشریف لائے تو پہلے پہل وحی کی کتابت کا شرف بھی آپ ہی کو حاصل ہوا آپ بہت بڑے قاری تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں جمع قرآن کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی آپ اس کے ممبر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جب اس کے متعدد نسخے بنائے گئے تو آپ بولتے جاتے تھے اور باقی صحابہ لکھتے جاتے تھے اس طرح قراۃ صرف آپ ہی کی معتبر رہی۔ آپ کو فہم قرآن سے

Marfat.com

بہت وافر حصہ ملا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں آپ کی رائے کا احترام کرتے تھے اور مجلس شوریٰ کا آپ کو رکن بھی بنا رکھا تھا۔ آپ نے قرآن مجید کا ایک ایک حرف حضور علیہ السلام سے سیکھا تھا اس لئے اس پر بہت اعتماد تھا۔ بعض دفعہ صحابہ سے مسائل میں اختلاف ہو جاتا تو تاکید میں قرآن مجید کی آیت پیش کرتے تھے۔ مسجد نبوی میں قرآن مجید کا درس دیتے اور فتویٰ دیتے تھے اس کے علاوہ کوئی سرکاری عہدہ قبول نہ کیا۔ آخر بڑھاپے کی عمر میں ۳۱ھ جمعہ کے دن وفات پائی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

فقہ اسلامی کا تیسرا دور

خلفاء راشدین کے دور میں چونکہ فتوحات کی کثرت ہوئی اور بہت سے لوگ اسلام قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اس طرح کثرت افراد اور وسعت سلطنت کی بناء پر مختلف قوموں کے ملنے سے روزانہ نئے مسائل پیدا ہو جاتے تو لوگ اس دور میں موجود صحابہ کرام کی طرف رجوع کرتے تھے اور جن لوگوں نے صحابہ کرام سے سیکھا تھا ان سے بھی رہنمائی لی جاتی تھی۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "بہت سے سننے والے سنانے والے سے زیادہ وسیع الظرف ہوتے ہیں۔" یعنی ان میں اخذ کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ کر دوسروں کو مناسب طریقے سے سمجھا سکتے ہیں۔ تو اس دور میں ہر علاقے میں چونکہ صحابہ موجود تھے لہٰذا درج ذیل مراکز شمار ہوتے تھے اور یہاں سے جو فتویٰ صادر ہوتا تھا سب لوگ اس کو قبول کر لیتے تھے۔ وہ درج ذیل ہیں:۔

مدینہ منورہ ۔ مکہ مکرمہ ۔ کوفہ ۔ بصرہ وشام ۔ مصر و یمن

مدینہ کے مفتی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت عبداللہ بن عمر۔ حضرت ابوہریرہ۔ حضرت سعید بن مسیب مخزومی۔ حضرت عروہ بن زبیر بن عوام۔ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن۔ حضرت علی بن حسین۔

Marfat.com

حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر حضرت سلیمان بن یسار۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر۔ حضرت نافع۔ حضرت ابن شہاب زہری۔ حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین۔ حضرت ابو زناد عبداللہ بن بن ذکوان۔ حضرت یحییٰ بن سعید انصاری۔ حضرت ربیع بن ابی عبدالرحمٰن۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر کی صاحبزادی اور حضور علیہ السلام کی زوجہ محترمہ تھیں آپ کی عمر ابھی نو سال کی تھی کہ شادی ہو گئی حضور علیہ سلام کو آپ سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ سفر و حضر میں حضور علیہ السلام کے ساتھ ہوتی تھیں ایک مرتبہ آپ پر بعض لوگوں نے تہمت لگائی تو قرآن مجید میں سورہ نور نازل ہوئی جس کا بیشتر حصہ آپ کی پاکدامنی کی گواہی دیتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اپنے آخری ایام میں باقی ازدواج مطہرات سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہنے کی اجازت لے لی تھی اور آپ نے انہی کے حجرہ مبارکہ میں وفات پائی اور اسی میں ہی دفن ہوئے۔ اس کے بعد آپ اپنے گھر میں ہی لوگوں کو مسائل کے جواب عنایت فرماتی تھیں جب لوگوں کو کوئی مسئلہ پوچھنا ہوتا تو وہ آپ سے پوچھ لیا کرتے تھے۔ جب حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان جنگ ہوئی تو آپ ان کے درمیان صلح کرانے کی نیت سے ان کے پاس تشریف لے گئیں تو چند شر پسندوں نے دونوں طرف سے تیر برسائے جس سے حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے ساتھیوں میں خونریز جنگ ہوئی جو جنگ جمل کے نام سے موسوم ہے۔ گھریلو معاملات میں حضرت عائشہؓ کی روایات پر ہی اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی فقہ کے ہر باب میں آپ سے روایات ملتی ہیں۔ آپ نے ۵۷ھ میں وفات پائی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہجرت سے قبل تقریباً ۱۰ سال نبوت میں پیدا ہوئے اور پانچ سال کی عمر میں اپنے والد حضرت عمرؓ کے ساتھ مشرف با سلام ہو گئے۔ غزوہ خندق میں شریک ہوئے اور اس کے بعد باقی تمام غزوات میں شرکت کی۔ آپ نے حضور علیہ السلام سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں بعض کبار صحابہ سے بھی روایت کرنے میں عار محسوس نہیں کی آپ بہت زیادہ متبع سنت تھے حتیٰ کہ سفر حج میں جہاں کہیں

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا وہاں ہی قیام فرماتے اگرچہ سفر کے لئے وقت کی گنجائش ہوتی اور جو کام حضور علیہ السلام نے ان مقامات پر کیا اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتے اور اپنے دور میں لوگوں کو فتویٰ دیا کرتے تھے۔

آخر ۷۳ھ کو وفات پائی۔

حضرت ابوہریرہ رض حضرت ابوہریرہ کا نام عبدالرحمٰن بن صخرہ تھا ۷ھ میں غزوہ خیبر کے بعد ہجرت کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اصحاب صفہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ بہت کثرت سے آپ سے حدیثیں روایت ہیں آپ کا شمار کبار علماء فقہ میں ہوتا ہے۔ آپ نے ۵۷ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

حضرت سعید بن مسیب حضرت سعید بن مسیب خلافت فاروقی کے دوسرے سال پیدا ہوئے کبار صحابہ سے حدیث سنی اور بہت بڑے وسیع العلم۔ معزز۔ دیانتدار۔ حق گو اور نہایت دانشمند تھے۔ حضرت ابن عمر کا قول ہے کہ سعید بن مسیب مفتیوں میں سے ایک مفتی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری کو جس کسی مسئلہ میں دشواری پیش آتی تو حضرت سعید بن مسیب سے بذریعہ تحریر دریافت فرماتے۔

آپ نے ۹۴ھ میں وفات پائی۔

حضرت عروہ بن زبیر حضرت عروہ بن زبیر، حضرت عثمان رض کے دور خلافت میں پیدا ہوئے۔ بہت ذہین اور عالم تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے ان سے بہت زیادہ حدیثیں روایت ہیں۔ حدیث کے عالم ہونے کی وجہ سے فتویٰ دیا کرتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے ہشام کے علاوہ امام زہری اور زناد وغیرہ تابعین نے بھی آپ سے روایت کی ہے۔ امام زہری کا قول ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر ایسے دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔

آپ نے ۹۴ھ میں وفات پائی۔

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث حضرت فاروق اعظم رض کے دور خلافت میں پیدا ہوئے اپنے والد اور دوسرے صحابہ سے روایت کی، امام زہری اور دیگر کئی تابعین

نے آپ سے روایت کی ہے آپ بڑے عالم، فقیہ اور کثیر الروایت تھے آپ کے زہد و عبادت کا یہ عالم تھا کہ آپ کو راہب قریش کہا جاتا تھا۔

آپ کی وفات ۹۴ھ میں مدینہ میں ہوئی۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم صحابہ سے علم حاصل کیا عظیم فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ عمدہ شاعر بھی تھے۔ امام زہری کا قول ہے کہ عبید اللہ دریاؤں میں سے ایک دریا تھے

آپ نے ۹۸ھ میں وفات پائی۔

حضرت سالم بن عبد اللہ آپ حضرت فاروق اعظم رض کے پوتے تھے اور اپنے والد، حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ اور حضرت سعید بن مسیب وغیرہم رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں زہد و فضل میں سلف صالحین کا مثل ان سے زیادہ کوئی نہ تھا۔ اپنے والد کی طرح بہت زیادہ متبع سنت تھے طبیعت نہایت سادہ تھی۔ آپ نے ۱۰۶ھ میں وفات پائی۔

حضرت علی بن حسین زین العابدین رض آپ زین العابدین کے نام سے مشہور ہیں حضرت علی بن ابی طالب کے پوتے تھے۔ سلسلہ اثنا عشریہ کے چوتھے امام شمار کئے جاتے ہیں واقعہ کربلا کے وقت حضرت امام حسین رض کے ساتھ تھے۔ اس وقت آپ کی عمر بائیس سال کی تھی۔ آپ بیمار تھے جس وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے

آپ نے اپنے تایا حضرت حسن، حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی۔

آپ بہت بڑے فقیہ اور پرہیز گار تھے۔ آپ نے ۹۴ھ میں وفات پائی

حضرت سلیمان بن یسار آپ حضرت میمونہ ام المومنین رض کے آزادہ کردہ غلام تھے۔ حضرت عائشہ، حضرت میمونہ، حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا اور روایت کی۔ بعض لوگوں کے نزدیک آپ سعید بن مسیب سے زیادہ فقیہ تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ وہ لوگوں کے عالم تھے۔

Marfat.com

انہوں نے ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔

قاسم بن محمد بن ابوبکر :۔ آپ حضرت صدیق اکبر رضی خلیفۃ الرسول کے پوتے تھے۔ آپ نے اپنی پھوپھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہم سے حدیث پڑھی۔ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پرورش پائی تھی اس لئے فقہ اور حدیث میں آپ کو دسترس حاصل تھی۔ حضرت یحییٰ بن سعید کا قول ہے کہ ہم مدینہ میں قاسم بن محمد بن ابوبکر پر کسی کو ترجیح نہیں دیتے۔ حضرت قاسم اپنے وقت کے امام، فقیہہ، مستند بلند رتبہ متقی اور عظیم محدث تھے۔ آپ نے ۱۰۶ھ میں وفات پائی۔

حضرت نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر یہ حضرت عبداللہ بن عمر کے غلام تھے۔ جن کو آپ نے آزاد کر دیا تھا۔ آپ ۳۰ سال حضرت عبداللہ کے ساتھ رہے آپ سے علم بھی سیکھا اور عمل بھی دیکھا اس کے علاوہ حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔ آپ احترام کی وجہ سے حضرت سالم بن عبداللہ کی زندگی میں فتویٰ نہیں دیتے تھے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آپ کو مصر میں حدیث پڑھانے کے لئے بھیجا تھا۔

آپ نے ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔

محمد بن مسلم ابن شہاب زہری آپ کا نام محمد بن مسلم اور ابن شہاب زہری کے نام سے معروف ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر، انس بن مالک اور سعید بن مسیب وغیرہم رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی اپنے وقت کے امام الحدیث شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ ہر فن میں ماہر تھے حدیث، قرآن، اعراب، فقہ، غرض کہ جس نے جس رنگ میں دیکھا یکتا پایا آپ بہت بڑے فیاض بھی تھے۔ ہشام بن عبدالمالک کے لڑکے کو تعلیم دیتے تھے تو ہشام نے خواہش ظاہر کی کہ اسکو کچھ حدیثیں لکھوا دیں تو آپ نے اُسے چار سو حدیثیں لکھوائیں۔ پھر ایک ماہ کے بعد وہ دوبارہ ملا اور عرض کی وہ کتاب گم ہوگئی ہے لہٰذا دوبارہ لکھوا دیجئے تو آپ نے پھر چار سو احادیث لکھوائیں پھر اس نے دونوں کا موازنہ کیا تو دیکھا کہیں

Marfat.com

ایک لفظ بھی آگے پیچھے نہیں ہوا۔ آپ اپنے وقت کے امام الحدیث التفسیر وفقہ تھے۔

انہوں نے ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔

ابوجعفر محمد بن علی آپ کا نام محمد ابوجعفر کنیت اور باقر کے نام سے معروف تھے۔ سلسلہ امامیہ کے پانچویں امام شمار کیے جاتے ہیں امام زین العابدین کے صاحبزادے تھے۔ علم وفقہ وراثت میں ملا تھا بہت بڑے عالم و متقی و پرہیزگار تھے۔ حضرت جابر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی اور ۱۱۴ھ میں وفات پائی۔

ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان آپ نے حضرت انس بن مالک اور بہت سے دیگر صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے حدیث روایت کی۔ مدینہ کے بہت بڑے محدث و فقیہ تھے۔ شعر و ادب سے خاصا لگاؤ تھا۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالزناد اور ربیعہ دونوں کو دیکھا لیکن ابوالزناد زیادہ فقیہ تھے اور حضرت سفیان آپ کو امیرالمومنین فی الحدیث کے نام سے یاد کرتے ہیں آپ نے ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کو فقیہ مدینہ بھی کہا جاتا تھا۔

یحییٰ بن سعید انصاری حضرت انس بن مالک اور بہت سے تابعین سے حدیث سنی آپ کا رتبہ بعض کے نزدیک امام زہری سے زیادہ ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید انصاری تمام لوگوں میں زیادہ محفوظ ہیں۔ آپ نے ۱۴۳ھ میں وفات پائی۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمن فروخ:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی آپ بہت بڑے فقیہ حافظ القرآن والحدیث مجتہد اور رائے کے ماہر تھے اسی بناء پر آپ کو ربیعۃ الرائے کہتے ہیں۔ حضرت یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے ربیعہ سے زیادہ ذہین کسی کو نہیں پایا۔ امام مالک نے ان سے ہی فقہ سیکھی اور مرتبہ امامت پر فائز ہوئے۔

آپ نے ۱۴۶ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

مفتیانِ مکّہ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ ہجرتِ نبوی کے دو سال بعد پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کے حق میں یہ دُعا فرمائی تھی۔" یا اللہ اس کو فقیہ بنا اور اس کو تاویل سکھا" حضرت عمر فاروقؓ ان کو خاص مجلسوں میں شریک کرتے اور قرآن مجید کی تفسیر میں ان کے قول پر اعتماد کرتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس قرآن کے کتنے اچھے عالم ہیں اگر ان کو ہم جتنا ماہ سال ملتا تو ان کا کوئی ہمسر نہ ہوتا تفسیر اور فقہ میں اہل مکّہ کا دار و مدار حضرت عبداللہ بن عباس پر ہے۔

آپ نے سنہ ۶۸ھ میں وفات پائی۔

مجاہد بن جبیر حضرت سعد، حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے حدیث سنی اور ایک مدت تک عبداللہ بن عباس کے پاس رہ کر قرآن مجید سیکھا اور اسکی تفسیر سیکھی وہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس کو تین مرتبہ قرآن مجید سنایا اور ہر آیت پر رُک کر اس کے شان نزول اور مقامِ نزول کے متعلق پوچھتا تھا۔

آپ اپنے وقت کے بہت بڑے فقیہ، مفسر قرآن اور عالم تھے۔

آپ نے سنہ ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔

حضرت عکرمہ مولیٰ ابن عباس آپ نے عبداللہ بن عباس، عائشہؓ ام المومنین اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی اور فقہ بھی حضرت ابن عباس سے سیکھی اپنے دَور کے بہت بڑے عالم تھے۔ خارجیوں کا ساتھ دینے کی وجہ سے امام مالک اور امام مسلم نے حدیث لینے سے انکار کر دیا۔

آپ نے سنہ ۱۰۷ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں پیدا ہوئے۔

عطا بن ابی رباح حضرت عائشہ، ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی۔ آپ فصیح اللسان اور بہت بڑے عالم تھے۔ اسمٰعیل بن امیہ کہتے ہیں کہ حضرت عطا بہت دیر تک خاموش رہتے لیکن جب بولتے تو ہم سمجھتے کہ خدا کی طرف سے تائید ابھی آتی ہے۔ آپ نے ۱۱۴ھ میں وفات پائی۔

مفتیان کوفہ

علقمہ بن قیس حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی پیدا ہوئے۔ حضرت عمر، عثمان، عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین سے حدیث سیکھی۔ آپ فقہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے برگزیدہ ترین اصحاب میں سے تھے۔ آپ بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ بعض صحابہ اور تابعین آپ سے فتویٰ لیتے تھے۔ قرآن بہت خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ پرہیزگار مستند اور نیک تھے۔ شکل و صورت میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے مشابہ تھے۔ ۶۲ھ میں وفات پائی۔

مسروق بن اجدع عمر بن معدیکرب کے بھانجے تھے۔ حضرت عمر، علی اور عبداللہ بن مسعود سے حدیث روایت کی۔ آپ علم کے طلبگار اور فقہ کے ماہر تھے۔ حضرت شریح آپ سے مشورہ لیتے اور پھر فیصلہ کیا کرتے تھے۔ آپ حضرت قاضی شریح کے محتاج نہیں تھے۔ آپ نے ۶۳ھ میں وفات پائی۔

عبیدہ بن عمرو السلمانی المرادی آپ نے فتح مکہ کے زمانے میں یمن میں اسلام قبول کیا۔ حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود سے علم حاصل کیا۔ امام شعبی کا قول ہے کہ فقہ میں وہ قاضی شریح کے مدِمقابل تھے۔ بعض فرماتے ہیں عبیدہ بن عمرو حضرت عبداللہ بن مسعود کے ان اصحاب میں سے ہیں جو لوگوں کو پڑھاتے تھے اور فتویٰ دیتے تھے۔ آپ نے ۹۲ھ میں وفات پائی۔

اسود بن یزید النخعی نام اسود کنیت ابوعمر نخعی قبیلہ کی نسبت تھی۔ آپ بہت بڑے زاہد اور عابد تھے۔ حضرت ابوبکر،

Marfat.com

حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، عبداللہ بن مسعود، حضرت عائشہ وغیرہم صحابہ سے علم اور فیض حاصل کیا۔ فقہ میں اچھا ملکہ تھا۔ ابن حبان کے مطابق وہ فقیہ تھے ابن حجر اور ذہبی بھی آپ کے تفقہ کے قائل تھے آپ نے ۹۶ھ میں وفات پائی۔

شریح بن حارث الکندی شریح نام، ابوامیہ کنیت، آپ نے حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا لیکن شرف زیارت سے محروم رہے آپ بہت ذہین اور سمجھ دار تھے حضرت عمرؓ، حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود جیسے اکابر صحابہ سے حدیث سنی اور حفظ کی آپ حافظ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ میں خاصی دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ کی انہی صلاحیتوں کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔ آپ ہمیشہ عدل وانصاف سے فیصلہ کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تبدیلی زمانہ سے آپ کے عہدہ میں کوئی فرق نہ آیا۔ اور حضرت عمر کے زمانہ سے عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک مسلسل ساٹھ برس عہدہ قضاء پر فائض رہے حضرت علیؓ آپ کو اقضی العرب کے لفظوں سے یاد فرماتے تھے آپ نے ۷۶ھ میں وفات پائی۔

ابراہیم بن یزید النخعی ابراہیم نام اور ابوعمران کنیت تھی۔ آپ کوفہ کے ممتاز ترین تابعیوں میں شمار ہوتے ہیں، آپ نے بہت سے صحابہ سے ملاقات کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت سے بھی فیض یاب ہوئے۔ آپ اپنے دور کے بہت عظیم محدث اور فقیہ ہوئے ہیں۔ بعض لوگ آپ کو فقیہ عراق کے نام سے یاد کرتے ہیں آپ قرآن وحدیث کے ماہر تھے لیکن پھر بھی اپنی طرف سے قیاس کرنے سے گھبراتے تھے۔ آپ نے ۹۵ھ میں وفات پائی۔

سعید بن جبیر آپ کا نام سعید ابوعبداللہ کنیت، والبہ بن حارث اسدی کے غلام تھے جنہوں نے بعد میں آزاد کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، ابوسعید خدریؓ، حضرت عائشہ صدیقہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ سے علم حاصل کیا خاص طور پر حضرت عبداللہ بن عباس سے کمال فیض حاصل کیا۔ تفسیر حدیث میں خاصی مہارت حاصل تھی اور فقہا میں بھی آپ کو امتیازی

Marfat.com

درجہ حاصل تھا۔ کچھ عرصہ کوفہ کے قاضی بھی رہے اور آخر ۹۴ھ میں حجاج کے ہاتھوں شہید ہوئے اور آپ کی بددعا سے حجاج بھی دماغی امراض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

عامر بن شرجیل:۔ عامر نام ابو عمر کنیت تھی۔ آپ کو پانچ صد صحابہ کی زیارت نصیب ہوئی علمی لحاظ سے آپ وقت کے امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ حضرت علی، سعد بن ابی وقاص، ابوموسیٰ اشعری، ابوہریرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا۔ حافظہ اتنا قوی تھا کہ کبھی قلم و دوات کی ضرورت محسوس نہ کی۔ قرآن و حدیث کے ساتھ فقہ کے ساتھ خاصا لگاؤ تھا۔ ابراہیم نخعی جو خود بہت بڑے فقیہ تھے عامر بن شرجیل کے تفقہ کے معترف تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں عہدہ قضاء پر متمکن رہے اور ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔

مفتیان بصرہ

حضرت انس بن مالک انصاری خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضور علیہ السلام مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اس وقت حضرت انس کی عمر آٹھ یا نو سال تھی۔ آپ کی والدہ نے اسلام قبول کیا تو آپ کے والد بیوی سے ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ حضرت انس بھی والدہ کے ساتھ اس بچپنے میں مشرف با اسلام ہوئے تو حضرت انس کی والدہ نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا یا رسول اللہ اس بچے کو خدمت کے لئے قبول فرما لیجئے چنانچہ آپ نے قبول فرما لیا۔ آپ حضور علیہ السلام سے تربیت حاصل کرتے قرآن مجید سیکھتے اور آپ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ رہے اور علم حاصل کیا آپ سے بیشمار احادیث مروی ہیں۔ امام بخاری نے ان سے اسی احادیث روایت کی ہیں جبکہ امام مسلم نے ستر احادیث، آپ حدیث کے بہت بڑے علم تھے اور اسی لئے فتویٰ دیا کرتے تھے۔

آپ نے ۹۳ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت ابو عالیہ رفیع بن مہران الریاحی آپ قبیلہ بنو تمیم کی ایک عورت کے مولیٰ تھے۔ حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت علی اور حضرت عائشہ سے حدیث سُنی اور ان سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس مجھے اونچی جگہ بٹھاتے حالانکہ قریش ان سے نیچی جگہ پر ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ علم اسی طرح شریف کے شرف کو بڑھاتا ہے اور بادشاہوں کو تخت پر بٹھاتا ہے۔

انہوں نے ۹۰ھ میں وفات پائی۔

حسن بن ابوالحسن یسار مولیٰ زید بن ثابت آپ مدینہ میں پیدا ہوئے حضرت عثمان کے دور خلافت میں قرآن مجید حفظ کیا اور پھر جہاد میں رغبت کے ساتھ ساتھ علم و عمل کی تحصیل بھی کرتے رہے۔ بہت سے صحابہ سے حدیث کی روایت کی۔ آپ بہت بڑے عالم۔ بہادر۔ عبادت گزار اور فصیح اللسان وجیہہ الشکل تھے اور قطعاً لومۃ لائم کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

آپ نے ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

ابو الشعثاء جابر بن زید آپ کافی عرصہ تک حضرت عبداللہ بن عباس کی شاگردی میں رہے حدیث اور فقہ انہی سے حاصل کی۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ اگر اہل بصرہ حضرت جابر بن زید کے قول پر عمل کرتے تو وہ کتاب اللہ کے علم سے ان کو بھر دیتے۔ اہل بصرہ کو ایک دفعہ فرمایا کہ تم مجھ سے ہر بات پوچھتے ہو حالانکہ تم میں جابر بن زید موجود ہیں جس سے ان کی تفقہ فی الدین کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے فتویٰ کا عالم جابر بن زید سے زیادہ ان کے زمانہ میں کسی کو نہیں پایا۔

آپ نے ۹۳ھ میں وفات پائی۔

محمد بن سیرین مولیٰ انس بن مالک حضرت عثمان کی خلافت کے دو سال باقی تھے کہ پیدا ہوئے آپ نے اپنے مالک حضرت انس، عبداللہ ابن عباس، عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی اور فقہ سیکھی۔ آپ بہت بڑے پرہیزگار، فقیہہ اور معبر خواب تھے۔

Marfat.com

آپ نے سنہ ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

قتادہ بن دعامۃ السدوسی حضرت انس اور سعید بن المسیب وغیرہم سے روایت کی آپ آنکھوں سے نابینا تھے۔ لیکن حافظہ اتنا قوی تھا جو سن لیتے یاد ہو جاتا۔ امام احمد بن حنبل نے آپ کا طویل ذکر فرمایا اس میں لکھتے ہیں کہ حضرت قتادہ تفسیر اور اختلاف علماء کے بہت بڑے عالم تھے۔ حافظہ بہت قوی تھا اور فقہ میں اچھی دسترس رکھتے تھے۔ آپ (حضرت قتادہ) فرماتے ہیں کہ میں نے بیس سال سے کبھی رائے سے فتویٰ نہیں دیا۔ لغت ایام العرب اور انساب کے بھی ماہر تھے۔

آپ نے سنہ ۱۱۸ھ میں وفات پائی۔

مفتیان شام

عبدالرحمٰن بن غنم اشعری حضرت عمر بن خطاب اور حضرت معاذ سے علم حاصل کیا۔ حضرت عمر نے اپنے دورِ خلافت میں انہیں شام میں فقہ سکھانے کے لئے بھیجا۔ شام کے تابعین فقہ میں آپ ہی کے شاگرد ہیں۔ آپ نہایت معزز سچے اور فاضل تھے۔ آپ نے سنہ ۷۸ھ میں وفات پائی۔

ابوادریس خولانی عائذ اللہ بن عبداللہ حضرت معاذ بن جبل اور دیگر صحابہ کرام سے علم حاصل کیا۔ آپ اہلِ دمشق کے واعظ اور قاضی تھے۔ آپ علم و عمل دونوں کے جامع تھے۔

آپ نے سنہ ۸۰ھ میں وفات پائی۔

قبیصہ بن ذویب حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ فاروق سے علم حاصل کیا، مکحول کا قول ہے کہ میں نے ان سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔ امام شعبی فرماتے ہیں۔ کہ آپ حضرت زید بن ثابت کے فیصلوں کے سب سے زیادہ عالم تھے۔ آپ خلیفہ عبدالملک بن مروان کے مہر بردار تھے۔

آپ نے سنہ ۸۶ھ میں وفات پائی۔

مکحول بن ابومسلم آپ قبیلہ ہذیل کی ایک عورت کے مولیٰ تھے۔ اور نسبتاً کابل سے تعلق رکھتے تھے۔ صغار صحابہ سے روایت

کی اور کبار کے متعلق تدلیس کرتے تھے۔ طلب علم کے لئے کثرت سے سفر کیا۔ امام زہری کا قول ہے کہ عالم تین ہیں۔ جن میں سے ایک مکحول ہیں۔ ابو حاتم فرماتے ہیں کہ شام میں مکحول سے زیادہ کوئی فقیہ نہیں۔

آپ نے ۱۱۳ھ میں وفات پائی۔

رجاء بن حیوٰۃ الکندی آپ اہل شام کے شیخ اور عمائد سلطنت میں داخل تھے۔ حضرت امیر معاویہ، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت جابر سے روایت کی ہے مطروق کہتے ہیں کہ میں نے رجاء سے زیادہ کوئی شامی فقیہ نہیں دیکھا۔ مکحول کہتے ہیں کہ رجاء اہل شام کے سردار ہیں۔ آپ نے ۱۱۲ھ میں وفات پائی۔

عمر بن عبد العزیز آپ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ مصر میں پرورش پائی۔ بنو امیہ کے آٹھویں خلیفہ ہوئے۔ آپ بہت بڑے عالم اور ذی فہم تھے۔ حسن بصری اور امام زہری کے نعم البدل تھے۔ آپ نے ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔

مفتیانِ مصر

عبد اللہ بن عمرو بن عاص یہ شروع ہی سے بڑے عبادت گزار روزہ دار اور قاری قرآن تھے ہر وقت علم کے متلاشی نظر آتے تھے۔ بہت سی حدیثیں حضور علیہ السلام سے سن کر لکھیں تھیں۔ اہل کتاب کی بہت سی کتب کا مطالعہ کیا جس میں ان کو عجیب عجیب چیزیں نظر آئیں۔ فقہاء مصر آپ ہی کے شاگرد ہیں ۶۵ھ میں فوت ہوئے۔

الوالخیر مرثد بن عبد اللہ الیزنی آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری حضرت ابو بصرہ غفاری اور عقبہ بن عامر الجہنی سے روایت کی اور عبد اللہ بن عمرو سے فقہ سیکھی، اپنے زمانہ کے اہل مصر کے مفتی تھے۔ آپ ۹۰ھ میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

یزید بن ابی حبیب مولی الازد آپ بہت حلیم اور عاقل شخص تھے۔ مصر کی مفتی تھے اگرچہ بعض صحابہ سے بھی روایت کی لیکن اکثر علم تابعین سے حاصل کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں مصر کے شعبہ افتاء سے منسلک رہے بڑے بڑے فقہا اور سردار آپ سے مسائل پوچھتے تھے۔

آپ نے ۱۲۸ھ میں وفات پائی۔

مفتیان یمن

طاؤس بن کیسان الجندی آپ کے والد کسی جنگ میں گرفتار ہوئے تھے آپ ان کے ساتھ مسلمان ہوگئے حضرت زید بن ثابت حضرت عائشہ رض اور ابوہریرہ رض سے علم حدیث وفقہ سیکھا۔

آپ علم وعمل میں یگانہ روزگار تھے۔ امام ذھبی کا قول ہے کہ طاؤس اہل یمن کے شیخ، فقیہ اور ان کے لئے باعث برکت تھے حج کی غرض سے مکہ گئے تھے کہ ۱۰۶ھ میں وفات پائی۔

وھب بن منبہ الصنعانی ابن عمر رض ابن عباس رض اور جابر رض سے حدیث سنی۔ آپ اہل کتاب کے بھی عالم تھے۔

آپ مستند تابعی اور قاضی تھے۔ اہل یمن کے [illegible] تھے

آپ نے ۱۱۴ھ میں وفات پائی۔

یحییٰ بن ابی کثیر یہ امام زہری کے ہم عصر ہیں۔ امام مالک اور بہت سے تابعین سے روایت کی بعض ان کو امام زہری سے زیادہ قابل اعتماد اور ثقہ سمجھتے ہیں آپ نے ۱۲۹ھ میں وفات پائی۔

اس دور میں یہی حضرات مشہور جو فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ویسے اس دور میں کوئی کسی شخص کا مقلد نہیں تھا۔ بلکہ اکثر لوگ خود علم سے واقف ہوتے تھے اور جو مسائل کسی کو معلوم نہ ہوتے تو کسی بھی معتمد علیہ سے دریافت کر لیتا۔

اس دور کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ ہے کہ اس دور میں اسلام میں کئی فرقے ہوگئے۔ جنگ صفین میں تحکیم کے بعد حضرت علی رض سے ایک جماعت علیحدہ ہوگئی

Marfat.com

جو خوارج کہلائے ان کے نظریات عام مسلمانوں سے علیحدہ تھے یہ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ دونوں کے دشمن تھے۔ اور دشمنی میں اس حد تک بڑھ گئے کہ ہر اس شخص کی حدیث کی روایت چھوڑ دیتے جو ان کا ہم خیال نہیں ہوتا تھا بلکہ جو روایتیں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں روایت کی گئیں ان کو مانتے تھے باقی کو رد کر دیتے تھے۔ زیادہ تر قرآن کے ظاہری معانی پر ہی اکتفا کرتے تھے۔ اسی طرح مسلمان بھی ان لوگوں سے نفرت کرنے لگے حتیٰ کہ اُن کے ہم خیال لوگوں کی مرویات کو ترک کر دیا اور فتویٰ لینا بھی ترک کر دیا۔ اس دور میں ایک فرقہ شیعان علیؓ کا تھا جو اہل بیعت سے محبت میں غلو کرتا اور شیخین اور دیگر صحابہ کو دشمن کہتے۔ خلافت کے معاملے میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو غاصب خیال کرتے تھے اور امامت کو جو ان کے مذہب کا خاص رکن ہے۔ حضرت علیؓ کی اولاد سے منسلک کرتے۔ ان کے مختلف فرقے ہوئے جن کی مشہور قسمیں درج ذیل ہیں:

کیسانیہ۔

زیدیہ۔

جعفریہ۔

کیسانیہ وہ لوگ جو امام حسین کی شہادت کے بعد محمد بن حنفیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے ان کو امام بنایا کیونکہ حضرت علیؓ کی سب سے بڑی اولاد بھی تھے۔ اور یہ کیسانیہ کہلائے۔

زیدیہ امام زین العابدین کی وفات کے وقت بعض لوگوں نے آپ کے بیٹے محمد باقر کو امام بنایا اور ان کی وفات کے بعد لوگ دو حصوں میں بٹ گئے ایک وہ جنہوں نے امام باقر کے بھائی زید کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہی زیدیہ کہلائے۔

جعفریہ جن لوگوں نے امام باقر کے صاحبزادے جعفر صادق کے ہاتھ پر بیعت کی اور امام تسلیم کیا وہ جعفریہ کہلائے۔

شیعہ حضرات اپنے اپنے آئمہ سے علم حاصل کرتے تھے۔ اور بعض بعض کو اپنا دشمن تک خیال کرتے تھے۔

Marfat.com

چوتھا دور

یہ دور اصل میں حدیث و فقہ کی تدوین کا دور ہے اور اسی دور میں وہ ائمہ پیدا ہوئے جن کو ائمہ فقہ اور ائمہ حدیث تسلیم کیا گیا۔ اور ان کے مسالک کو حجت تسلیم کیا گیا۔

جیسا کہ پیچھے بیان کیا گیا جنگ صفین کے بعد مسلمان تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے :۔

ایک اہل سنت والجماعت۔

دوسرا شیعہ۔

تیسرے خوارج۔

اہلِ سنت قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط کرنے اسی کو حجت سمجھتے تھے اور خلفا کی اتباع کرتے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق "ہر خلیفہ کی اتباع کرو جبتک کہ وہ احکام شرعیہ کی مخالفت نہ کرے" کی اتباع کرتے۔

شیعہ خلافت و امامت کو اولادِ علی کے لئے مخصوص سمجھتے تھے۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کو خلافت کے سلسلہ میں غاصب خیال کرتے اسی طرح بنی اُمیہ کے بھی اسی وجہ سے مخالف تھے۔

خوارج خوارج کے نظریات ان سب سے علیحدہ تھے۔ ان کے مطابق حضرت حضرت صدیق رضؓ و فاروق رضؓ دونوں صحیح خلیفہ تھے حضرت عثمان رضؓ بھی ابتدائی چھ سال تک صحیح تھے بعد میں ان کی خلافت بھی صحیح نہ رہی۔ حضرت علی رضؓ ہی اصلی خلافت کے حقدار تھے۔ لیکن جنگ صفین میں انہوں نے حکم مان کر کفر کیا اب صرف وہ خلافت کے حقدار نہیں رہے۔ بلکہ ان پر تجدید ایمان بھی ضروری ہو گیا ہے۔ یہ لوگ لاحکم الا للہ کا نعرہ لگاتے تھے۔ حضرت علی رضؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس کو ان کے سمجھانے کے لئے بھیجا تو بحث و مباحثہ کے بعد کہنے لگے کہ قوم قریش سے بحث کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے کیونکہ یہ ایک جھگڑالو قوم ہے۔

اس کے ساتھ ہی سلطنت بنی اُمیہ سے نکل کر بنی عباس کے قبضہ میں چلی

Marfat.com

گئی۔ سب سے پہلے خلیفہ ابوجعفر منصور نے اپنا دارالخلافہ بغداد کو بنایا اور اس کو اس غرض سے آباد کیا کہ یہ تمام بلاد اسلامیہ کا مرکز بنے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کی آبادی اسقدر بڑھی کہ یہ شہر عروس البلاد کہلانے لگا۔ اس شہر میں ہر قسم کے لوگ علماء، تاجر، حکماء، کاریگر اکٹھے ہو گئے اس طرح ہر فن کو اس شہر میں عروج حاصل ہو گیا اس بڑھتی ہوئی آبادی اور اختلاط الناس کی بناء پر اختلاف بھی بڑھنے لگا حتیٰ کہ مناظرہ بازی نے زور پکڑا اور متکلمین کی ایک مستقل جماعت پیدا ہو گئی۔

اس دور کو فقہ کی تدوین کا دور کہا جا سکتا ہے۔ اس میں ایسے علماء و فقہاء پیدا ہوئے جن کی سیادت کو لوگوں نے تسلیم کیا ان کے شاگرد ان کی فقہ کی ترویج کرنے لگے مستقل ان کو ایک نص کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ فقہ کے اصول متعین کئے گئے ان اصولوں پر چل کر مسائل کا استنباط کیا جانے لگا۔ اصول فقہ میں تاریخ محمد میں لکھا ہے کہ انہوں نے اصول پر کتابیں لکھیں اور امام ابویوسف سے بھی اصول کی کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ان میں سے کوئی کتاب اس وقت دنیا میں موجود نہیں۔ اصول فقہ میں سب سے پہلی کتاب "الرسالہ" ہے جس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

تعلیم فقہ کا کام تو دوسرے اور تیسرے دور میں شروع ہو چکا تھا۔ اور مستقل مدارس و مراکز قائم ہو چکے تھے ان کو اس دور میں وسعت و شہرت حاصل ہوئی۔ ان مشہور مراکز کے فقہاء درج ذیل ہیں:۔

(۱) کوفہ کوفہ کو حضرت علیؓ نے اپنا دارالخلافہ بنایا تھا۔ اس سے پہلے حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو اہل کوفہ کے لئے معلم بنا کر بھیجا تھا ان کی روایت کردہ حدیثوں کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ جس پر زیادہ تر عمل ہوتا تھا۔ اور وہی کوفی فقہ کی بنیاد تھیں۔ کوفہ کے مشہور فقہاء حسب ذیل ہیں:۔

امام اعظم ابوحنیفہ آپ کا نام نعمان بن ثابت ہے آپ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ جس دور میں آپ پیدا ہوئے اس وقت مختلف مقامات پر چند صحابہ موجود تھے۔ حضرت انس بن مالک سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اور روایت بھی کی۔ بعض دیگر صحابہ سے ملاقات کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ ان سے حضرت امام اعظم نے ملاقات کی اور بعض مورخین نے

Marfat.com

آپ کی صحابہ سے روایت کا ذکر بھی کیا ہے لیکن آپ کے تابعی ہونے پر اکثر اہل علم نے اتفاق کیا ہے۔ آپ نے حماد بن ابی سلیمان سے علم حاصل کیا تھا ہیں آپ کو اس قدر ملکہ حاصل ہو گیا تھا کہ ایک دفعہ آپ کے استاد حماد کسی کام سے کوفہ سے باہر تشریف لے گئے تو آپ کو اپنا جانشین بنا گئے جبکہ اس مجلس میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جنھیں حضرت حماد کی شاگردی میں زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ آپ خود فرماتے ہیں۔ میں نے اس وقفہ میں ساٹھ فتوے دیئے جو میں نے لکھ لئے واپسی پر اپنے استاد سے ان پر رائے لی تو آپ نے چالیس فتووں کو صحیح قرار دیا اور باقی بیس سے معمولی اختلاف کیا۔

امام صاحب کا دور سیاسی کشمکش کا دور تھا خلافت بنی امیہ سے بنی عباس کو منتقل ہو رہی تھی ہر طرف سے بغاوتیں ہوئیں لیکن اس پورے وقفہ میں اس سلسلہ میں امام صاحب کہیں بھی متحرک نظر نہیں آتے کیونکہ آپ کو سیاست وسیادت سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

جب آپ نے اپنا حلقہ درس قائم کیا تو آپ کے پاس بھی بہت سے شاگرد جمع ہو گئے جن میں مشہور درج ذیل۔ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم۔ زفر بن ہذیل۔ محمد بن حسن شیبانی۔ حسن بن زیاد لولوی وغیرہم

اس وقت کوفہ میں آپ کے معاصرین اور فقہا بھی تھے۔ جن سے آپ کی اکثر نوک جھوک بھی ہوتی رہتی تھی لیکن امام صاحب کا ہر موقعہ پر پلہ بھاری رہا۔ امام اعظم نے ۱۵۰ھ میں وفات پائی

۱۔ سفیان ثوری ان کو محدثین کا امام کہا جاتا تھا۔ ان کی دینداری ورع اور تقوی پر لوگوں کا اتفاق تھا۔ کچھ عرصہ تک ان کے مقلد بھی رہے لیکن آخر یہ مسلک ختم ہو گیا انہوں نے ۱۶۱ھ میں وفات پائی

۲۔ شریک بن عبداللہ النخعی ۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ عالم فقیہ اور ذہین تھے۔ مہدی کی خلافت کے دور میں کوفہ کے قاضی رہے پھر موسیٰ ہادی نے ان کو معزول کر دیا۔

آپ نے ۱۷۷ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

۳۔ محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ ۷۴ھ میں پیدا ہوئے بہت بڑے فقیہ و مفتی رہے ۱۴۸ھ میں وفات پائی

امام ابو حنیفہ کے مشہور شاگرد :

(۱) ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم :۔ ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے جوان ہوئے تو حدیث کی روایت کرنے لگے۔ چنانچہ ہشام بن عروہ، ابو اسحاق شیبانی، عطا بن سائب وغیرہم سے روایت کی اس کے بعد ابن ابی لیلیٰ سے فقہ حاصل کرنے لگے اور کافی عرصہ تک آپ سے علم حاصل کرتے رہے پھر امام اعظم ابو حنیفہ کے حلقۂ درس میں آ گئے اور ان اکابر تلامذہ اور معاونین میں شمار ہونے لگے۔ امام صاحب خود ان کی تائید بھی کرتے تھے۔

امام ابو یوسف ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے امام صاحب کے مذہب کی کتابیں تصنیف کیں، مسائل قلمبند کئے اور دنیا میں دُور دُور تک آپ کے مذہب کی اشاعت کی۔ آپ کی اصحاب الحدیث نے بھی تعریف کی ہے۔ حالانکہ محدثین فقہاء کی تعریف کم کہیں کرتے ہیں۔ آپ پہلے بغداد کے قاضی رہے پھر آپ کو قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ سونپ دیا گیا۔ پورے ملک میں قاضی کا تقرر امام ابو یوسف کے کہنے اور انتخاب پر ہوتا تھا۔ اس دَور میں فقہ حنفی کو خوب عروج حاصل ہوا کیونکہ اس فقہ کو سرکاری قانون کا درجہ حاصل تھا۔

آپ نے ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔

(۲) زفر بن ھذیل ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ پہلے محدثین کی جماعت سے تھے پھر رائے کا غلبہ ہو گیا اور امام ابو حنیفہ کے حلقۂ درس میں شریک ہو گئے۔ اور بہت زیادہ قیاس کرنے لگے۔ لوگ کہتے تھے کہ امام ابو یوسف بہت زیادہ حدیث میں تتبع کرنیوالے، امام محمد بہت زیادہ تفریعات بنانے والے اور امام زفر بہت زیادہ قیاس کرنے والے ہیں۔ دنیوی مشاغل سے الگ تھلگ رہ کر ہمیشہ تعلیم و تعلّم میں مشغول رہے۔

آپ نے ۱۵۸ھ میں وفات پائی۔

(۳) محمد بن حسن شیبانی :۔ ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ کوفہ میں امام ابو حنیفہ سے فقہ سیکھی مدینہ طیبہ میں رہ کر امام مالک سے مؤطا امام مالک کی روایت کی اور اس میں اکثر جگہوں پر اپنی رائے کا ذکر کیا۔ حتیٰ کہ وہ کتب:

Marfat.com

ہوا امام محمد کے نام سے ہی مشہور ہوگیا۔ لیکن چونکہ ابھی آپ نے فقہ مکمل طور پر حاصل نہ کی تھی کہ امام ابوحنیفہ کا انتقال ہوگیا۔ اس لئے فقہ میں آپ نے امام ابویوسف سے تکمیل کی۔ آپ بہت ذہین تھے۔ ابتداء سے ہی امام کو ابوحنیفہ جیسے اُستاد کی تربیت حاصل ہوگئی تھی اس لئے ذہانت کے ساتھ تفقہ بھی بہت زیادہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ امام ابویوسف کی زندگی میں ہی لوگ آپ کے گرد جمع ہوگئے اور آپ سے تحصیل علم کے ساتھ ساتھ مسائل کا استفتا کرتے

امام ابوحنیفہ کے علم کی اشاعت حقیقتاً امام محمد ہی نے کی۔ کیونکہ فقہ حنفی کی بنیاد اور اصلی کتب امام محمدؒ ہی کی تصنیف کردہ ہیں۔

آپ نے ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔

(۴) حسن بن زیاد لؤلؤی :- یہ انصار کے غلام تھے۔ امام ابوحنیفہ سے فقہ کا درس لیا، پھر امام ابویوسف اور پھر امام محمدؒ سے علم حاصل کیا۔ اور فقہ حنفی میں کتابیں تصنیف کیں۔ لیکن جو درجہ امام محمدؒ کی کتب کو حاصل ہوا ان کی کتب حاصل نہ کرسکیں۔ لیکن اشاعت فقہ حنفی میں ان کو بھی بہت حصہ ملا آپ نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔

فقہ حنفی کو ان چار حضرات سے ہی شہرت حاصل ہوئی باقی امام صاحب کے شاگردان جیسا کارنامہ ادا نہ کرسکے ان کے بعد ان کے شاگردوں نے اس مذہب کو مزید آگے بڑھایا جن میں چند مشہور درج ذیل ہیں:-

(۱) ابراہیم بن رستم مروزی امام محمدؒ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور امام مالک وغیرہ سے حدیثیں سُنیں۔ انھوں نے بہت سے نوادر مسائل امام محمدؒ سے سُن کر نقل کئے۔

آپ نے ۲۱۱ھ میں وفات پائی۔

(۲) احمد بن حفص احمد بن حفص جو حفص کبیر کے نام سے معروف ہیں۔ امام محمدؒ سے فقہ حاصل کی اور ان کی کتابوں کی روایت کی مبسوط امام محمدؒ بھی آپ نے روایت کی ہے۔

۳۔ بشر بن غیاث المریسی امام ابویوسف سے فقہ حاصل کی اور ان کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے لیکن ان کو فلسفہ سے بھی خاصی دلچسپی تھی۔ اس لئے لوگ ان سے دور رہے اسپر امام

Marfat.com

ابو یوسف بھی ان کو بُرا کہتے تھے۔ ۲۲۸ھ میں وفات پائی۔ ان کی طرف مرجئہ کا ایک فرقہ بھی منسوب ہے جو مریسیہ کہلاتا ہے۔

۴۔ **بشر بن ولید کندی** بشر بن ولید کندی نے امام ابو یوسف سے فقہ حاصل کی اور انکی کتب و امالی کی روایت کی معتصم کے زمانے میں بغداد کے قاضی مقرر ہوئے۔
آپ نے ۲۳۸ھ میں وفات پائی۔

۵۔ **عیسٰی بن ابان** امام محمدؒ اور حسن بن زیاد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور حدیث بھی سیکھی محدثین میں بلند مقام حاصل کیا اور ۲۲۱ھ کو بصرہ میں وفات پائی۔

۶۔ **محمّد بن سماعہ التمیمی** لیث بن سعد، ابو یوسف اور امام محمدؒ سے روایت حدیث کی اور فقہ بھی سیکھی۔
امام محمدؒ و ابو یوسف سے نوادر مسائل لکھے۔ ۱۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۳۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کی وفات پر یحیٰی بن معین نے کہا کہ اہل رائے کا ریحانہ "الفقہاء" کا انتقال ہو گیا۔

۷۔ **محمد بن شجاع الثلجی** حسن بن زیاد سے فقہ سیکھی اور علم میں کمال حاصل کیا۔ اپنے زمانہ کے عراق کے فقیہ تھے۔ آپ نے ۲۶۷ھ میں وفات پائی۔

۸۔ **ابو سلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی** امام محمدؒ سے فقہ سیکھی اور اصول و امالی کے مسائل لکھے
دوسری صدی کے بعد وفات پائی۔

۹۔ **بلال بن یحییٰ البصری** وسعت علم اور کثرت فہم کی بنا پر ان کو بلال الرائے کہا جاتا تھا۔ جس طرح ربیعۃ الرائے۔
امام ابو یوسف اور امام زُفرؒ سے فقہ سیکھی اور شروط اور احکام الوقف میں ان کی ایک تصنیف ہے۔
آپ نے ۲۴۵ھ میں وفات پائی۔

۱۰۔ **ابو جعفر احمد بن ابی عمران** مُحمّد بن سماعہ سے فقہ سیکھی۔ مصر کے قاضی رہے ابو جعفر طحاوی کے استاد ہیں ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام حجج ہے۔

Marfat.com

آپ نے ۲۵۰ھ میں وفات پائی۔

۱۱۔ **احمد بن عمر خصاف** انہوں نے اپنے باپ اور حسن بن زیاد سے فقہ سیکھی یہ فرائض و حساب کے ماہر اور امام ابوحنیفہ کے مذہب کے عالم تھے۔ مہدی کے لئے کتاب الخراج تصنیف کی۔ اس کے علاوہ اور بھی تصنیفات ہیں۔

آپ نے ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

۱۲۔ **ابطاہر بن قتیبہ** ۱۸۳ھ کو بصرہ میں پیدا ہوئے۔ بلال الرائے سے فقہ حاصل کی۔ اپنے زمانہ کے لوگوں میں مذہب میں سب سے بڑے فقیہ تھے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔

آپ نے ۲۹۰ھ میں وفات پائی۔

۱۳۔ **قاضی ابوحازم عبدالحمید** عیسیٰ بن ابان اور ہلال الرائے سے فقہ کی تعلیم حاصل کی بہت سی کُتب تصنیف کیں۔ آپ نے ۲۹۲ھ میں وفات پائی۔

۱۴۔ **ابوسعید احمد بن حسین بردعی** انہوں نے اسمٰعیل بن حماد بن ابوحنیفہ اور امام محمدؒ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی داؤد ظاہری سے بعض مسائل میں مناظرہ بھی کیا اور ۳۱۷ھ حجاج کے ساتھ واقعہ قرامطہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۔ **ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی** یہ چوتھے دَور کے متاخرین کے امام گزرے ہیں۔ ۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ پہلے امام شافعی کے شاگرد مزنی جو امام طحاوی کے ماموں تھے سے تعلیم حاصل کی۔ لیکن بعض مسائل میں اختلاف کی بناء پر ماموں سے ناراض ہو کر قاضی ابوجعفر احمد بن ابی عمران کے حلقہ درس میں چلے گئے اور ان سے فقہ سیکھی اور پھر قاضی القضاۃ ابوحازم سے بھی علم حاصل کیا۔ شافعی مذہب کو ترک کر کے حنفی مذہب قبول کیا۔ اپنی کُتب میں دیگر مذہب کا رد کیا۔ اور مذہب حنفی کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ اخبار و حدیث کے امام تھے۔

Marfat.com

(۲) امام مالک دوسرے وہ امام جن کو دُنیا نے امام تسلیم کیا اور ان کی فقہ کو عروج حاصل ہُوا۔ امام مالک ہیں۔ آپ ۹۲ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور علماء مدینہ سے ہی تعلیم حاصل کی اگرچہ مدینہ طیبہ اسلام کا وطن اصلی تھا لیکن اس وقت بہت سے صحابہ کرام دوسرے علاقوں میں چلے گئے اور وہاں اُن کے شاگرد موجود تھے جو اہل مدینہ سے حصول علم میں سبقت لے گئے جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس یہ دونوں حضرات فقہ میں مہارت رکھتے تھے۔ لیکن ایک کو فاروق اعظم نے کوفہ بھیج دیا اور دوسرے نے مکہ مکرمہ کو اپنا وطن بنا لیا۔ امام مالک نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے مدینہ میں رہ کر تعلیم حاصل کی اور نافع مولیٰ ابن عمر اور ابن شہاب زہری سے بھی روایت حاصل کی۔ فقہ میں اُن کے اُستاد ربیعہ بن عبدالرحمٰن المعروف ربیعہ الرائے ہیں۔

اس طرح آپ نے بہت شیوخ سے فقہ سیکھی اور ان کی تصدیق سے مسند آرا ہوئے آپ کو محدثین کا امام تسلیم کیا گیا آپ کے ہمعصر اور بعد کے لوگوں نے آپ کی روایت پر اعتبار کیا۔ آپ نے حدیث کی سب سے پہلی کتاب مؤطا امام مالک نے تصنیف کی۔ جس کے سترہ نسخے ہیں عام معروف نسخوں میں یحییٰ بن یحییٰ مسمودی کا نسخہ ہے جو نصاب درس نظامی میں داخل ہے اور دوسرا امام محمد بن حسن شیبانی کا روایت کردہ ہے جو مؤطا امام محمدؒ کے نام سے ہی مشہور ہے۔

امام مالک نے زیادہ تر مدینہ منورہ میں ہی قیام کیا اس لئے ان کی روایت کردہ حدیثیں زیادہ تر اہل حجاز کی حدیثیں ہیں اور آپ سے استفادہ کے لئے زیادہ تر مصر، افریقہ اور اندلس کے لوگ آئے ان علاقوں میں آپ ہی کے علم کی تشہیر ہوئی یہی وجہ ہے ان علاقوں میں اس وقت بھی مالکی فقہ کے ماننے والوں کی اکثریت ہے آپ کے مشہور شاگردوں میں سے

(۱) ابو محمد عبداللہ بن وھب قریشی ہیں جو امام مالک کے آزاد کردہ غلام تھے امام مالک کے علاوہ امام لیث سے بھی فقہ سیکھی آپ ۱۴۸ھ میں امام مالک کے پاس آئے اور آپ کی وفات تک امام مالک کے پاس رہے۔ امام مالک خط میں ان کو فقیہ مصر اور مفتی لکھتے تھے۔ بہت بڑے فقیہ تھے۔

آپ نے ۱۹۷ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

(۲) **ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بن قاسم العتقی** امام مالک، لیث، ابن الماجشون اور مسلم بن خالد سے حدیث روایت کی تقریباً ابن وھب کے دس سال بعد امام مالک کی طرف سفر کیا۔ اور بہت دنوں تک ان کی خدمت میں رہے امام مالک خود ان کی فقہ کی تعریف کرتے تھے۔

انہوں نے مصر میں ۱۹۱ھ میں وفات پائی۔

۳۔ **اشہب بن عبدالعزیز** امام مالک اور لیث وغیرہ سے حدیث روایت کی۔ اور امام مالک کے علاوہ مدنی اور مصری علماء سے فقہ سیکھی۔ امام شافعی فرماتے ہیں۔ کہ ابن قاسم کے بعد اشہب ہی مصر کے پیشوا تسلیم کئے گئے۔

۱۴۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۰۴ھ کو وفات پائی۔

۴۔ **ابو محمد عبداللہ بن عبدالحکم** امام مالک، لیث، ابن عیینہ وغیرہ سے حدیث سنی۔ وہ ایک صالح، ثقہ اور امام مالک کے مذہب کے محقق شخص تھے۔ اشہب کے بعد مصر کے امام قرار پائے۔

۱۵۵ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۱۴ھ کو وفات پائی۔

۵۔ **اصبغ بن فرج الاموی** امام مالک سے حدیث سننے کے لئے مدینہ کا سفر کیا۔ ابن قاسم، ابن وھب اور اشہب سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور ابن وھب کے بزرگ ترین شاگرد ان کے منشی اور ان کے خاص لوگوں میں سے تھے۔ ان کو امام مالک کی رائے کا سب سے زیادہ عالم تسلیم کیا گیا۔

۶۔ **محمد بن عبداللہ بن حکم** اپنے باپ، ابن وہب اور اشہب سے حدیث سنی۔ امام شافعی اور اشہب سے فقہ سیکھی۔ بہت بڑے عالم اور فقیہ ہو گزرے ہیں۔ لوگ افریقہ اور اندلس سے حصول علم کے لئے ان کے پاس آتے تھے۔

آپ ۱۸۲ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۶۸ھ کو فوت ہوئے۔

۷۔ **محمد بن ابراہیم الاسکندری** :۔ ابن الماجشون اور ابن الحکم سے

فقہ کی تعلیم اصبغ پر اعتماد کیا۔ مصر میں انپر اعتماد کیا جاتا تھا۔ فقہ اور فتوی میں وہ ایک راسخ عالم تھے۔

آپ سنہ ۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۶۹ھ میں وفات پائی۔

افریقہ اور اندلس میں امام مالک کے شاگرد

(۱) **ابو عبداللہ زیاد بن ابراہیم قرطبی الملقب الشبطون** امام مالک سے مؤطا سنی اور فقہ کے متعلق بھی آپ ہی سے سن کر ایک کتاب مرتب کی جو سماع زیاد کے نام سے مشہور ہے۔ لیث، ابن عیینہ وغیرھما سے روایت کی اہل مدینہ زیاد کو فقیہ اندلس کہتے ہیں، سنہ ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔

(۲) **عیسیٰ بن دینار اندلسی** اندلس سے سفر کرکے آئے ابن القاسم سے حدیث سنی اور فقہ سیکھی۔ واپس قرطبہ چلے گئے وہاں فقادی انھی کے پاس آتے تھے اور کوئی ہمعصران پر ترجیح نہیں رکھتا تھا۔ مشرق سے واپسی پر وہی قرطبہ کے پیشوا تسلیم کئے جاتے ہیں۔ سنہ ۲۱۲ھ بمقام طلیطلہ وفات پائی۔

(۳) **یحییٰ بن یحییٰ الکثیر اللیثی** ابتداء میں زیاد بن عبدالرحمٰن سے مؤطا امام مالک سنی اس کے بعد ۲۸ سال کی عمر میں خود مدینہ آئے اور براہ راست امام مالکؒ سے ملاقات ہوئی تو اس سال امام مالکؒ کا انتقال ہوگیا۔ دوسری مرتبہ پھر آئے اور صرف ابن القاسم سے فقہ سیکھی۔ اندلس میں امام مالک کا مذہب یحییٰ کے ذریعے ہی پھیلا۔ انہوں نے سنہ ۲۲۴ھ میں وفات پائی۔

۴۔ **عبدالملک بن حبیب السلمی** یہ طلیطلہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے اندلس میں تعلیم حاصل کی۔ سنہ ۲۰۸ھ میں سفر کیا۔ ابن ماجشون، مطرف، ابن عبدالحکم اور اسد بن موسیٰ سے حدیث سنی اور سنہ ۲۱۶ھ میں اندلس واپس چلے گئے۔ امیر عبدالرحمٰن بن عبدالحکم نے

Marfat.com

ان کو قرطبہ بلا لیا اور فقہاء و مفتیوں میں جگہ دی عبدالملک امام مالک کے مذہب کے حافظ تھے، لیکن حدیث میں مہارت نہ تھی، بہت سے کتب تصنیف کیں اور ۲۳۸ھ میں وفات پائی۔

۵۔ ابوالحسن بن زیاد تونسی مالک، ثوری اور لیث وغیرہم سے حدیث سنی اپنے زمانے میں افریقہ میں کوئی ہمسر نہ تھا۔ افریقہ میں امام مالک کا مذہب اور علم انہی کے ذریعہ پہنچا یہ بہت ذہین اور فقیہہ تھے۔ اپنے دور کے سب سے عظیم مفتی تھے۔ ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔

۶۔ اسد بن فرات ان کا خاندان نیشا پور کا رہنے والا تھا۔ آپ دیار بکر میں حران میں پیدا ہوئے۔ تونس میں نشو ونما پائی۔ علی بن زیاد سے فقہ سیکھی۔ اس کے بعد مشرق کا رخ کیا، اور امام مالک سے مؤطا وغیرہ سنا۔ اس کے بعد عراق گئے۔ امام ابویوسف محمد بن حسن شیبانی وغیرہما سے فقہ سیکھی اور مدونہ کو ترتیب دیا انہوں نے ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔

۷۔ عبدالسلام بن سعید التنوخی المعروف سحنون آپ خاندانی طور پر شامی یعنی نیشا پور کے رہنے والے تھے۔ علی بن زیاد سے تونس میں فقہ سیکھی۔ اس کے بعد مصر آئے اور امام مالک کے شاگردوں سے حدیث سنی پھر مدینہ آئے یہاں امام مالک فوت ہو چکے تھے ان کے بعد علماء سے علم حاصل کیا اور ۱۹۱ھ میں واپس چلے گئے۔ ۲۳۴ھ میں افریقہ کے قاضی ہو گئے اور آخر عمر تک قاضی رہے۔ ۲۴۰ھ میں وفات پائی۔

مشرق میں امام مالک کے شاگرد

مشرقی ممالک میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جس نے امام مالک کو دیکھا اور ان سے کچھ سنا ہو البتہ آپ کے دیکھنے والوں کو دیکھنے والے چند حضرات تھے جس وجہ سے مذہب امام مالک ان علاقوں میں بھی پھیلا۔ ان میں دو حضرات زیادہ مشہور ہیں

Marfat.com

(۱) احمد بن معدل العبدی عبدالملک بن ماجشون اور محمد بن مسلمہ سے علم حاصل کیا۔ بڑے ادیب فصیح اور مذہب امام مالک کے فقیہ تھے۔ علم کلام پر بھی عبور تھا۔ عراق میں امام مالک کے مذہب کی ترویج کی۔

(۲) قاضی ابواسحاق اسمٰعیل بن اسحاق بصرہ میں پیدا ہوئے بغداد کو وطن بنایا۔ ابن معدل سے فقہ کی تعلیم حاصل کی ابن المدینی سے حدیث پڑھی۔ ابوالولید باجی نے امام مالک کے بعد آپ کو مجتہد لکھا ہے۔ پہلے بغداد پھر مدائن وغیرہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ پھر قاضی القضاۃ کے عہدہ کو پہنچے اور ۲۸۲ھ میں بیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

مدینہ میں امام مالک کے سب سے بڑے شاگرد ابو مروان عبدالملک بن عبدالعزیز الماجشون تھے۔ بہت بڑے فقیہ اور فصیح تھے۔ اپنے زمانہ میں مدینہ کے مفتی رہے آخر ۲۱۲ھ میں وفات پائی۔

(۳) امام شافعی آپ کا نام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی ہے عبدالمطلب کی اولاد سے تھے۔ ۱۵۰ھ مقام غزہ میں پیدا ہوئے۔ مکہ میں پرورش پائی۔ قرآن مجید حفظ کیا فصاحت سیکھی۔ مسلم بن خالد زنجی سے تحصیل علم کیا جب وہاں سے فارغ ہوئے تو امام مالک کی ملاقات کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے مؤطا امام مالک ان کے سامنے پڑھا۔ ابن عیینہ سے بھی حدیث سیکھی اور فقہ میں مہارت حاصل کی۔ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں بغداد آئے یہاں پر امام محمد بن حسن شیبانی سے ملاقات ہوئی اور بحث مباحثہ کیا۔ اہل عراق کی کتب سے استفادہ بھی کیا پھر مکہ مکرمہ واپس چلے گئے۔ وہاں پر جب ان کو کافی شہرت حاصل ہوگئی تو پھر دوسری مرتبہ بغداد آئے اور کچھ عرصہ رہ کر مصر چلے گئے وہاں ابن الحکم کے ہاں ٹھہرے، یہ بیک وقت فقیہ اور محدث تھے۔ اہل مصر امام مالک کے مسلک پر گامزن تھے۔ انہوں نے جب امام شافعی کی شہرت سنی تو ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس طرح امام شافعی نے مستقل طور پر مصر میں سکونت اختیار کرلی۔ حتے کہ ۲۰۴ھ

Marfat.com

میں وہیں وفات پائی۔ امام شافعی پہلے وہ امام ہیں جنہوں نے خود سفر کرکے اپنے مذہب و مسلک کی اشاعت کی اور اپنے شاگردوں کو اپنی کتابیں املاء کروائیں۔ اصول میں کتاب الرسالہ لکھی جس کو اصولِ فقہ کی بنیادی کتاب جانا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہُوا۔ امام شافعی کے مقلدین حجاز، مصر اور عراق تینوں جگہ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں سے چند مشہور یہ ہیں۔

(۱) **ابو ثور ابراہیم بن خالد الکلبی** حضرت ابو ثور کی فقہ کا دارومدار رائے پر تھا اھل عراق کے قول کو لیتے تھے لیکن جب امام شافعی بغداد میں تشریف لائے تو ان سے علم حاصل کیا۔ اگرچہ امام شافعی کے مستقل مقلد نہیں ہوئے لیکن ان کو لوگوں نے فقہاء شافعیہ میں شمار کیا ہے چند مسائل میں امام شافعی سے اختلاف کیا ہے۔ بعض کے قول کے مطابق وہ مستقل مجتہد تھے ان کے مقلدین بھی تھے لیکن ان کا مذہب زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکا۔ آپ نے سن ۲۴۰ھ میں وفات پائی۔

(۲) **حسن بن محمد الزعفرانی** آپ نے سفیان بن عقبہ اور امام شافعی سے حدیث سُنی امام شافعی کی مجلس میں وہی قرات کرتے تھے۔ امام شافعی کی فصاحت ان کو بہت پسند تھی۔ آپ نے سن ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔

(۳) **ابو علی حسین بن علی کرابیسی** انہوں نے پہلے عراقیوں کے مذہب کے مطابق فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ پھر امام شافعی سے فقہ سیکھی امام شافعی نے ان کو زعفرانی کی کتابوں کی اجازت دی۔ مسئلہ خلق قرآن کے قائل تھے۔

(۴) **احمد بن یحییٰ المتکلم** یہ بغداد میں امام شافعی کے کبار تلامذہ میں سے تھے۔ پھر احمد ابن ابو داؤد کے شاگرد ہو گئے۔ بعض مسائل میں تمام ائمہ سے علیحدہ رائے قائم کی۔ معتزلہ کی طرف رحجان

Marfat.com

تھا اس لئے محدثین و فقہا ان کے قول کو حجت تسلیم نہیں کرتے۔

(۵) **ابو عثمان بن سعید اغاطی** انہوں نے مزنی اور ربیع وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ بغداد میں ان ہی کے ذریعہ امام شافعی کی کتابیں مشہور ہوئیں۔ انہوں نے ۲۸۸ھ میں وفات پائی۔

(۶) **ابو العباس احمد ابن سریج** حسن زعفرانی سے حدیث پڑھی اور ابو القاسم اغاطی سے فقہ سیکھی۔ امام شافعی کے تمام شاگردوں حتیٰ کہ مزنی پر بھی آپ کو ترجیح دی جاتی تھی۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فن مناظرہ کی ابتداء کی اور لوگوں کو جدل کا طریقہ سکھایا۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں ظاہریوں سے بے شمار مناظرے کیے اور ۳۰۶ھ میں وفات پائی۔

(۷) **ابو العباس احمد بن ابی احمد طبری** ابن سریج سے فقہ سیکھی تلخیص المفتاح وغیرہ کے مصنف ہیں اور ۳۳۵ھ میں وفات پائی۔

(۸) **یوسف بن یحییٰ البوطی** یہ امام شافعی کے مصری تلامذہ میں سے ہیں۔ امام شافعی سے فقہ سیکھی۔ امام شافعی فتوی میں ان پر اعتماد کرتے تھے۔ امام شافعی نے وفات کے وقت ان کو اپنا جانشین بنایا اور فتنہ خلق قرآن میں قید ہو کر بغداد میں ۲۳۱ھ میں وفات پائی۔

(۹) **ابو ابراہیم اسمٰعیل المزنی** ۱۷۵ھ میں پیدا ہوئے۔ حدیث کی روایت کی جب ۱۹۹ھ میں امام شافعی مصر میں آئے تو ان سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مزنی میرے مذہب کے حامی ہیں۔ مذہب شافعی کی بنیادی کتب آپ ہی کی تصنیف کردہ ہیں۔ اور بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۲۶۴ھ میں وفات پائی

(۱۰) **ربیع بن سلیمان المرادی** ۱۷۴ھ میں پیدا ہوئے۔ امام شافعی سے حدیث و فقہ پڑھی روایت میں بہت ثقہ ہیں۔ بہت سے لوگوں نے امام شافعی کی کتب آپ سے پڑھیں۔ آپ نے

Marfat.com

۲۷۰ھ میں وفات پائی۔

(۱۱) ابوبکر محمد بن احمد الحداد — مزنی کی وفات کے دن پیدا ہوئے حفظ قرآن میں یکتا تھے۔ فقہ میں امام زمانہ اور لغت کے دریا تھے۔ علم مصر کی زینت اور علم قضا کے بہت بڑے ماہر تھے۔ انہوں نے ۳۴۵ھ میں وفات پائی۔

(۴) امام احمد بن حنبل

چوتھے امام جن کی فقہ کو دوام حاصل ہوا وہ امام احمد بن محمد بن حنبل ہیں۔ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ہشیم اور سفیان بن عیینہ وغیرہم سے حدیث پڑھی اور امام بخاری و مسلم وغیرہم کو پڑھائی۔ امام شافعی سے بغداد میں فقہ سیکھی۔ ان کے بغداد سے جانے کے بعد خود اجتہاد کیا۔ اور مجتہدین میں شمار ہونے لگے حتیٰ کہ آپ کے مذہب کو بھی بقاء و دوام حاصل ہوگا۔ امام احمد بن حنبل فقہا محدثین میں امام تسلیم کئے جاتے ہیں۔ آپ نے حدیث میں مسند لکھی جو علم حدیث کی معتبر اور معروف کتاب ہے۔

مسئلہ خلق قرآن میں بہت سے اہل حدیث علماء نے مامون کی دعوت کو قبول کر لیا لیکن امام احمد بن حنبل نے آزمائشوں مصیبتوں اور تکلیفوں کے پہاڑ برداشت کر لئے لیکن پائے ثبات کو نہ ہلنے دیا۔ اس استقلالی اور ثابت قدمی کی بناء پر ان کو امام العلماء کا درجہ اور شرف حاصل ہوگیا۔ آپ نے ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔

آپ کے مذہب کے مشہور علماء درج ذیل ہیں۔

(۱) ابوبکر احمد بن محمد اثرم — انہوں نے فقہ میں کتاب السنن امام احمد کے مذہب پر تصنیف کی اور اس پر حدیث سے بھی شواہد لائے۔

(۲) احمد بن محمد المروزی — انہوں نے بھی ایک کتاب السنن تصنیف کی اور شواھد بھی لائے۔

Marfat.com

(۳) اسحاق بن ابراہیم راہویہ یہ امام احمد کے بہت عظیم شاگرد ہیں انہوں نے بھی فقہ میں کتاب السنن تصنیف کی ہے۔

یہ وہ چار آئمہ ہیں جن پر لوگوں نے اعتماد کیا اور ان کے مذاہب کو دوام حاصل ہوا اور ان کے ساتھ شیعہ مذہب کے بھی اس دور میں کچھ علماء پیدا ہوئے ان کا تذکرہ آگے آتا ہے۔

اس دور میں شیعہ کے دو مذہبوں نے شہرت حاصل کی

(۱) شیعہ زیدیہ (۲) شیعہ امامیہ

ان کی تعریف پہلے گزر چکی ہے۔ صفحہ نمبر پر ملاحظہ ہو۔ اس دور کے اس مذہب کے مشہور عالم یہ ہیں۔ فرقہ زیدیہ کے مشہور فقیہ اور مجتہد۔

حسن بن علی بن حسن بن زید انہوں نے مذہب زیدیہ کے متعلق بہت سی کتب لکھیں اور ان کو اس مذہب میں مجتہد کا مرتبہ حاصل ہے۔

(۲) حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل یہ مذہب زیدیہ شیعہ کے بہت بڑے عالم تھے۔

انہوں نے بلاد طبرستان پر ۲۵۰ھ میں حملہ کیا اور قابض ہو گئے۔ بیس سال تک قابض رہے۔ فقہ شیعہ میں کتابیں بھی تصنیف کیں ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔

(۳) قاسم بن ابراہیم العلوی بلاد یمن میں صاحب صعدہ تھے فرقہ زیدیہ قاسمیہ ان کی طرف منسوب ہے کتاب الاشربہ اور کتاب الایمان والنذر ان کی تصنیفات ہیں۔

(۴) ہادی یحییٰ بن حسن فرقہ زیدیہ یہ ان ہی کی طرف منسوب ہے۔ فقہ میں ان کی ایک جامع کتاب ہے۔

اس دور میں مذہب شیعہ کے اکثر علماء و محدثین امامت کے متعلق زیدیہ کے حامی تھے۔ بلاد یمن کا بہت بڑا حصہ شیعہ زیدیہ پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

شیعہ امامیہ اثناء عشریہ اس گروہ کے مشہور امام جو اس دور میں پیدا ہوئے وہ امام ابوعبداللہ جعفر الصادق تھے جو سادات اہلبیت سے تھے۔ امام مالک بن انس۔ امام ابوحنیفہ اور بہت سے علماء مدینہ سے روایت کی۔ ان کے والد امام محمد باقر کا ذکر تیسرے طبقہ میں گزر چکا ہے۔ اس فقہ کے مذہب کا دارومدار ان دونوں حضرات رہے اور اس دور کے ان کے سب سے بڑے مصنف ابوالنصر محمد بن مسعود العیاشی اور ابوعلی محمد بن احمد بن جنید ہیں۔ زرارہ بن اعین کو بھی اس دور میں فقہ کا امام و مجتہد تسلیم کیا جاتا ہے امام ابوجعفر محمد باقر کے شاگرد تھے۔ ان کے بیٹے حسین بن زرارہ اور حسن بن زرارہ امام جعفر صادق کے شاگرد تھے۔ مذہب شیعہ کے اس دور میں یہ حضرات مشہور مجتہد گزرے ہیں۔

اس کے علاوہ کچھ مذاہب ایسے بھی تھے جن کو مکمل دوام تو حاصل نہ ہوا لیکن کچھ عرصہ ضرور اس کے پیروکار موجود رہے اور مستقل مذہب کی حیثیت سے قائم رہے۔ وہ درج ذیل ہیں:۔

(۱) اوزاعی ابوعبدالرحمٰن بن محمد الاوزاعی بعلبک میں ۸۸ھ میں پیدا ہوئے عطا بن ابی رباح اور زہری وغیرہ سے حدیث روایت کی۔ یہ بہت بڑے ادیب اور انشاء پرداز تھے۔ یہ ان محدثین میں سے تھے جو قیاس اور رائے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ یہ شام کے قاضی رہے اور شام میں ان کے مذہب کو قبول کیا گیا۔ بنی امیہ کی اولاد سے جو لوگ اندلس گئے وہ اس مذہب کو ساتھ لے گئے اور اس کو رواج دیا لیکن تیسری صدی ہجری کے نصف میں اندلس میں امام شافعی اور مصر میں امام مالک کے مذاہب نے اس مذہب کو بالکل ختم کر دیا امام اوزاعی نے خود ۱۵۷ھ میں وفات پائی

(۲) ظاہری ابوسلیمان داؤد بن الاصبحانی ۲۰۲ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اسحاق بن راہویہ اور ابوثور وغیرہم سے علم حاصل کیا۔ امام شافعی کے سخت حامی تھے۔ بہت بڑے عالم تھے۔ لیکن بعد میں مسائل میں امام شافعی سے اختلاف کیا

Marfat.com

اور ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔ یہ ظاہر کتاب وسنت پر عمل کرتے اور کہتے جبتک نص کتاب یا نص سُنت سے ثابت نہ ہوجائے کہ ظاہر کتاب سے یہ مراد نہیں اس وقت تک اس کے ظاہر پر عمل کیا جائے گا بہت سے مسائل میں جمہور کی مخالفت کی۔ تقلید اور قیاس کے مخالف تھے۔ اس مذہب کے مشہور مبلغ امام داؤد ظاہری۔ اس کے بیٹے محمد بن داؤد تھے اس کے علاوہ ابوالحسن عبداللہ بن احمد ہیں انھوں نے بھی اس مذہب پر کتابیں لکھیں اس کے بعد اس مذہب کا کوئی بڑا عالم پیدا نہیں ہوا اور پانچویں صدی کے نصف حصے یہ مذہب قائم رہا پھر ختم ہوگیا۔

۳۔ طبری ابوجعفر محمد بن جریر طبری ۲۲۴ھ طبرستان پیدا ہوئے۔ تحصیل علم کے لئے بہت سے شہروں کی سیاحت کی۔ اور اس قدر علم حاصل کیا کہ کوئی ہمعصر ان کی مثل نہ تھا۔

انہوں نے ابتداء میں فقہ شافعی پڑھی پھر فقہ مالکی اس کے بعد اہلِ عراق کی فقہ پڑھی۔ اس کے بعد انکا علم اس قدر وسیع ہوگیا کہ وہ خود اجتہاد کرتے اپنی کتابوں میں انہوں نے اپنا ایک خاص مذہب اختیار کرلیا۔ ان کے تلامذہ نے ان کے مذہب کی ترویج بھی کی لیکن پانچویں صدی کے نصف پر یہ مذہب بھی ختم ہوگیا۔

اس کے علاوہ اور بھی اسی اجتہاد کا دور تھا۔ اس میں علم عروج پر تھا لوگ خود علم حاصل کرتے اور اس کے مطابق اجتہاد کرتے تھے۔ تقلید کا اثر کم تھا۔ مشہور ائمہ کے جن شاگردوں نے ان کے مذاہب کی ترویج کی ان کی نسبت مقلد کی نسبت مجتہد کی زیادہ تھی کیونکہ وہ خود استاد سے اختلاف کرتے تھے۔

Marfat.com

پانچواں دَور

چوتھی صدی کی ابتداء سے زوال عباسیہ تک۔

اس دَور میں مملکت اسلامیہ کئی مختلف حصّوں میں تقسیم ہوگئی۔ چنانچہ اندلس میں بنی اُمیّہ کا سردار عبدالرحمٰن ناصر شمالی افریقہ میں اسماعیلی شیعہ کا سردار عبید اللہ المہدی۔ فاطمی۔ مصر میں بنی عباس کا سردار محمد الاخشید اور موصل اور حلب میں بھی بنی عباس ہی سے بنو حمدان، یمن میں شیعہ زیدیہ کا قبضہ تھا اور ہر جگہ ایک مستقل حکومت قائم تھی۔ اسی طرح بغداد بنو عباس کی برائے نام حکومت اصل میں بنو بویہ جو کہ مختار تھے۔ اور مشرق میں عظیم الشان سلطنت سامانیہ ملے گی۔ اس طرح عالم اسلامی کے تمام جوڑ و بند ایک دوسرے سے جُدا ہو گئے تھے۔ اور ہر حصّہ دوسرے کو حاصل کرنے کی کوشش میں تھا اور اسی کشمکش میں پہلے بنو بویہ پھر آل سلجوق نے حکومت سنبھالی حتیٰ کہ وہ خود بھی باہمی نزاع کا شکار ہوگئے اور آپس میں لڑنا شروع کر دیا جس سے صلیبیوں نے فائدہ اٹھاتے ہوئے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ ادھر سلجوقیوں سے اتابکیوں نے سلطنت حاصل کر لی۔ جو کچھ عرصہ بعد ختم ہوگئی۔ انصائے مشرق میں خوارزم شاہ نے سلطنت قائم کی جو بغداد کے قریب تک پہنچ گئی پھر ان پر مغلوں نے حملہ کیا اور چنگیز خاں جو ایک بد مذہب آدمی تھا حکومت پر قابض ہوگیا اور ساتویں صدی ہجری تک اپنے مقابل تمام افراد کو کچل کے رکھ دیا۔ اس کے ارادے تمام دُنیا پر قابض ہونے کے تھے اس لئے اس نے تمام دنیا کو اپنے چاروں بیٹوں میں تقسیم کر دیا اور کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ چنگیز خاں کا پوتا ہلاکو خاں تخت نشین ہُوا اور اس نے موجودہ عباسی خلیفہ کو قتل کر دیا اور بہت تباہی و بربادی کے بعد بغداد ایک ایسی حکومت کا دارالخلافہ بن گیا جو کوئی آسمانی دین نہیں رکھتی تھی بلکہ ان کے پاس چنگیز خاں کے چند نظریات تھے جو کاسہ کے نام سے مشہور تھے۔

اسی طرح مصر میں ترکی نسل کے غلاموں نے قبضہ کر لیا تھا اور یہاں ایک

Marfat.com

عباسی خاندان کا ایک شخص جو اس زمانہ میں وہاں گیا تھا کے ہاتھ پر بیعت کر کے خلافت قائم کی۔ لیکن یہ خلافت بھی بغداد میں آلِ سلجوق اور بنو بویہ کے زمانہ کی طرح برائے نام تھی۔

اس خاکے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس دور میں سیاسی لحاظ سے کتنی تبدیلیاں آئیں تو اس کا لازمی اثر امراء کے ساتھ ساتھ علماء پر بھی پڑا اگرچہ اس دور میں بھی بڑے بڑے علماء و فضلاء پیدا ہوئے اور انہوں نے شاندار کارنامے سرانجام دیئے لیکن وہ پہلے والا ذوق و شوق اور محنت و جستجو کا مادہ ماند پڑ گیا۔ فقہ کے استقلال میں بھی ضعف پیدا ہوگیا۔ قوت اجتہاد ختم ہوگئی اور صرف تقلید باقی رہ گئی۔

چند ایسی وجوہات جو محض تقلید شخصی کا سبب بنیں

اگر اس بارے میں غور کیا جائے آخر سیاسی ضعف نے ہی صرف علمی قوت پر اثر ڈالا یا کوئی اور سبب بھی تھا۔ تو اب ہم اس سلسلے میں چند چیزیں ذکر کریں گے جو اس کا سبب بنیں۔

(۱) شاگرد

ایک سبب تو یہ تھا کہ ان آئمہ مجتہدین کے ایسے برگزیدہ شاگرد تھے جن کے علم تقویٰ اور بزرگی مسلّم تھی۔ وہ اپنے اساتذہ کا ذکر کرتے اور ان کے مسائل کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھتے تھے۔ اور چونکہ ایک بزرگ شخصیت ایک طرف مائل ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے متعلقین بھی اسی طرف مائل ہوں گے چنانچہ ان شاگردوں نے اساتذہ کے طریقہ کو مدوّن کیا اور لوگوں کے لئے اس ذخیرہ کو پیش کیا تاکہ لوگ اس سے استفادہ کریں۔

(۲) امارت

دوسرا سبب اس تقلید کا امارت تھی۔ کہ ایک امیر جس طریقہ کو پسند کرتا ہے عوام اسکی اتباع کرتے ہیں چنانچہ امام محمدؒ امام ابو یوسف اور اسی طرح دیگر آئمہ کے شاگرد مختلف علاقوں میں قاضی اور مفتی کی حیثیت سے کام کرتے رہے جس سے لوگوں نے اپنے قاضی اور مفتی کے مذہب کو قبول کیا اور سیکھا اس طرح ان کے دلوں میں اس امام کی قدر و منزلت بڑھ گئی۔

Marfat.com

(۳) تدوینِ مذاہب جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ان ائمہ کے شاگردوں نے اپنے اُستاد کے بیان کردہ طریقہ کو کتابی شکل دی اور اس کو دنیا میں عام کرنے کی کوشش کی کیونکہ جب ہر مسئلہ پر انکو ایک دلیل کتاب میں مل کہ اس سے اتنا عرصہ قبل فلاں بزرگ نے یہ فتویٰ دیا تھا تو اسپر عمل ہونے لگا اس طرح ان مذاہب پر لوگ پختہ ہوتے چلے گئے اور خود اجتہاد کرنے یا دوسرے مفتیوں سے دریافت کرنے سے پرہیز کرنے لگے۔

اس دور میں مناظرہ نے خوب زور پکڑا بڑے بڑے مناظر پیدا ہوئے خاص کر شاہی درباروں میں مناظرے ہوتے تھے۔ اس دور میں اس مناظرے کی وجہ سے حسد۔ کینہ۔ بغض۔ غیبت اور تجسس جیسی بیماریاں علماء میں پیدا ہوگئیں اور ان کے دل سے خوفِ خدا ختم ہونے لگا اس لئے اس دور میں اجتہاد کی نسبت مناظرے پر زور دیا جاتا اور فقہ میں اپنے اکابر کی تقلید پر کاربند ہوگئے۔ اس سے قبل جو بے تعصبی اور محبت و احترام کی فضا قائم تھی اس دور نے اس کی ساری کسر نکال دی حتیٰ کہ امام غزالی جیسا محقق و مناظر کے متعلق سنا گیا کہ وہ اپنے شاگردوں سے کہتے ہیں کہ مناظرہ میں کہی جانے والی باتوں کو زیادہ نقل نہ کیا کرو کیونکہ اس وقت دوسرے پر تفوق تغلب حاصل کرنے کی غرض سے بہت کچھ کہا جاتا ہے تاکہ دوسرے کو مغالطہ میں ڈالا جاسکے۔ حالانکہ حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور اسی مناظرہ نے فقہاء کو اس مقام گرا دیا جسپر انہیں متمکن ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ وہ شریعت کے حامی اور دین کے محافظ ہوتے ہیں۔

اس دور کے فقہا

فقہاء حنفیہ۔

(۱) ابوالحسن عبیداللہ الکرخی عراق میں حنفیہ کے سردار اور اکابر کے سردار تھے۔ امام محمد کی کتاب جامع الصغیر اور جامع کبیر کی شرح لکھی۔ ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

(۲) ابوبکر احمد بن علی الجصاص الرازی امام کرخی کے شاگرد تھے۔ اپنے استاد کی کتابوں کی شرح کی اور خود بھی کتابیں تصنیف کیں۔ جامع صغیر کی شرح لکھی۔ اور ۳۷۰ھ میں وفات پائی۔

(۳) ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی امام الہدیٰ کے نام سے مشہور تھے۔ فتاویٰ النوازل اور خزینۃ الفقہ وغیرہ کتب تصنیف کیں۔ جامع الصغیر کی شرح لکھی۔ ۳۷۳ھ کو وفات پائی۔

(۴) ابوالحسن احمد بن محمد القدوری اپنے دور کے بہت بڑے فقیہ تھے۔ فقہ کی مشہور کتاب مختصر قدوری آپ کی تصنیف ہے اس کے علاوہ اور بھی آپ نے کتب تصنیف کیں اور شرحیں لکھیں مناظرہ بھی کیا کرتے تھے۔ ۴۲۸ھ میں وفات پائی۔

(۵) شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی بہت بڑے امام۔ علامہ۔ اصولی۔ مجتہد اور مناظر تھے۔ حاکم وقت نے انہیں ایک کنوئیں میں قید کر دیا تھا۔ آپ کے شاگرد کنوئیں سے باہر بیٹھتے اور آپ نے کنوئیں کے اندر سے بغیر کسی کتاب کے مطالعہ کے شاگردوں کو پندرہ جلدوں میں مبسوط نقل کروائی جو امام حاکم شہید کی کتاب کافی کی شرح ہے۔ اس کے علاوہ شرح سیر کبیر اور شرح مختصر طحاوی آپ کی تصنیفات میں قابلِ ذکر ہیں آپ نے پانچویں صدی کے آخیر میں وفات پائی۔

(۶) علی بن محمد البزدوی گیارہ جلدوں میں ایک کتاب مبسوط تصنیف کی۔ جامع کبیر اور جامع صغیر کی شرحیں لکھیں۔ اصول فقہ میں مشہور کتاب اصول بزدوی کے مصنف ہیں۔ ۴۸۲ھ میں وفات پائی۔

(۷) ابوبکر بن مسعود الکاسانی ملک العلماء کے نام سے معروف تھے۔ مشہور کتاب بدائع الصنائع کے مصنف ہیں جو ایک خوش ترتیب کتاب ہے۔ اس کے علاوہ بھی کتابیں تصنیف کیں۔ ۵۸۷ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

(۸) **فخر الدین حسن بن منصور الفرغانی** قاضی خاں کے نام سے مشہور تھے۔ بہت بڑے امام اور مجتہد فی المسائل تھے۔ مشہور فتاویٰ قاضی خاں آپ نے تصنیف کیا۔ اس کے علاوہ زیادات، جامع الصغیر اور ادب القضاء کی شرحیں لکھیں۔ قدوری کی تصحیح کی۔ اور ۵۹۲ھ میں وفات پائی۔

(۹) **برہان الدین علی بن ابوبکر الفرغانی المرغینانی** برہان الدین مرغینانی سے معروف ہیں۔ امام فقیہ اور حافظ تھے۔ کتاب المنتقی۔ نشر المذہب وغیرہ تصنیف کیں۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔ جو فقہ میں اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے ۵۹۳ھ میں وفات پائی۔

فقہائے مالکیہ:

(۱) **محمد بن یحییٰ الاندلسی** اپنے معاصرین میں مذہب کے سب سے زیادہ حافظ عقد شروط کے عالم اور علل کے ماہر تھے۔ آپ نے بہت سی کتب تصنیف کیں۔ ۳۳۱ھ میں وفات پائی۔

(۲) **یوسف بن عمر بن عبداللہ** ابن عبدالبر کے نام سے مشہور ہیں۔ اپنے زمانہ کے بہت بڑے محدث شیخ اور فقیہ تھے۔ موطا امام مالک کی شرح الاستذکار کے نام سے لکھی اور فقہ میں کتاب الکافی وغیرہ تصنیف کیں۔ آپ نے ۴۸۰ھ میں وفات پائی۔

(۳) **ابو محمد عبداللہ بن ابوزید عبدالرحمٰن النفری** مالکیہ کے امام اور ان کے پیشوا تھے۔ انہوں نے امام مالک کے اقوال کو جمع کیا اور اس کی شرح لکھی۔ آپ کے بہت برگزیدہ شاگرد ہوئے ہیں اور مالک الصغیر کے نام سے معروف ہوئے۔ بہت سی کتب تصنیف کیں اور ۳۸۶ھ میں وفات پائی

Marfat.com

(۴) **ابوبکر محمد بن عبداللہ الابہری** امام مالک کے مذہب کی شرح کی۔ بہت بڑے امام فقیہ اور مجتہد تھے۔ ساٹھ سال تک جامع منصور میں درس و فتویٰ دیتے رہے بے شمار شاگرد پیدا کیے اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔ ان کی موت سے عراق میں امام مالک کا مذہب ضعیف ہوگیا آپ نے ۳۹۵ھ میں وفات پائی۔

(۵) **ابوالحسن علی بن محمد المعافری** حدیث میں وسیع الروایہ عالم تھے۔ فقیہ اور اصولی اور مجتہد تھے۔ بہت سی مفید کتب تصنیف کیں اور ۴۰۳ھ میں وفات پائی۔

(۶) **ابوالقاسم عبدالرحمٰن الحضرمی** وہ مشاہیر علماء افریقہ میں سے تھے۔ بہت بڑے فقیہ تھے۔ بڑی بڑی دو سو جلدوں میں مدونہ کے مسائل کی شرح لکھی اور بھی کتابیں تصنیف کیں اور ۴۳۰ھ میں وفات پائی۔

(۷) **قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ الحصیبی السبتی** اپنے وقت میں حدیث و تفسیر کے امام فقیہ اصول احکام کے واقف اور شروط کے عاقد اور امام مالک کے مذہب کے حافظ تھے۔ ابن الرشد کے شاگردوں میں سے ہیں۔ سیرت کی معروف کتاب الشفاء کے مصنف ہیں اس کے علاوہ اور بھی تصنیفات ہیں۔ ۵۴۱ھ میں وفات پائی۔

(۸) **محمد بن احمد الشہیر بالحفید ان** پر روایت کی نسبت درایت غالب تھی اندلس میں علم و فضل میں ان کی مثل کوئی نہ تھا۔ مشہور کتاب بدایۃ المجتہد کے مصنف ہیں اور بھی کتب تصنیف کیں۔ ۵۹۵ھ میں وفات پائی۔

شافعی فقہاء:

(۱) **ابواسحاق ابراہیم بن احمد المروزی** اپنے زمانہ میں فتویٰ اور تدریس کے امام تھے۔ ابن سریج سے فقہ سیکھی۔ بہت سی کتابیں لکھیں اور مزنی کی شرح

Marfat.com

لکھی بغداد میں ایک زمانہ تک درس و فتویٰ دیتے رہے اور آخر میں مصر کا سفر کیا اور سنہ ۳۴۰ھ میں فوت ہوئے اور امام شافعی کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

(۲) **ابوعلی الحسین بن الحسین** ابن ابی ہریرہ کے نام سے معروف تھے۔ آئمہ شافعیہ اور شیوخ میں سے ہیں۔ مختصر کی شرح لکھی۔ ۳۴۵ھ میں وفات پائی۔ فقہ ابن سریج سے سیکھی تھی۔

(۳) **محمد بن اسمٰعیل المعروف بالقفال الشاشی** وہ ماوراء النہر کے فقہاء شافعیہ میں سے بہت بڑے فقیہ ہیں اصول میں ایک کتاب لکھی[1] اور رسالہ کی شرح لکھی ماوراء النہر میں مذہب شافعی کی اشاعت آپ کی وجہ سے ہوئی آپ نے ۳۶۵ھ میں وفات پائی۔

(۴) **ابوعلی الحسین بن شعیب السنجی** خراسان کے بہت بڑے عالم اور حسین قفال کے شاگرد تھے۔

---

[1] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ معروف اصول شاشی انہیں کی تصنیف ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔

یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عراق و خراسان کے طریقے کو جمع کیا۔ اور بہت سی کتب فقہ کی شرحیں لکھیں۔ اور ۴۰۳ھ میں وفات پائی۔

(۵) **ابوالحسن علی بن محمد الماوردی** بصرہ میں امام صمیری سے فقہ سیکھی فقہ میں حاوی، اقناع اور احکام السلطانیہ تصنیف کیں۔ بصرہ میں درس دیتے تھے۔ ۴۵۰ھ میں وفات ہوئی۔

(۶) **ابوالمعالی عبدالملک بن عبداللہ الجوینی** اپنے والد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ فقہ، اصول اور کلام میں پورے مشرق کے امام ہو گئے۔ مکہ میں چار سال تک مجاورت کی اور وہیں سے امام الحرمین مشہور ہوئے۔ اصول میں ایک کتاب برہان اور فروع میں نہایہ تصنیف کی۔ اس کے علاوہ اور بھی کتب تصنیف کی ہیں۔ آپ نے ۴۷۸ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

آپ نے بہت سی کتب پر حواشی لکھے اور سراجی کو منظوم کر کے اس کی شرح لکھی۔

(۲) شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی

آپ کا نام احمد بن عبد الاحد فاروقی ہے۔ مجدد الف ثانی کے نام سے مشہور ہیں ۹۷۱ھ میں سرہند شریف میں پیدا ہوئے آپ فقیہ فاضل محدث کامل اور جامع کمالات ظاہری و باطنی بزرگ تھے۔ ہندوستان کے مختلف علماء سے اکتساب علم کے بعد حرمین شریفین جا کر اپنے والد ماجد سے چاروں سلسلوں میں اجازت حاصل کی سترہ سال کی عمر میں حصول علم سے فارغ ہو کر تدریس شروع کی پھر دہلی سے خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کے علم و عمل اور مرتبہ کمال کا اعتراف اپنے مریدوں میں کیا آپ نے علماء اور صوفیاء کے نزاع کو ختم کر دیا۔ اور اسلام جو اس وقت غربت الحالی کا شکار تھا اس کو دوبارہ زندہ کیا۔ "دین اکبری" کے خلاف محنت سے کام کر کے اسلام کی حفاظت کی اور دو قومی نظریہ کو دوبارہ زندہ کیا۔ آپ کو دوسرے ہزارویں سال کا مجدد تسلیم کیا گیا۔ آپ نے ماہ صفر ۱۰۳۵ھ تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی

آپ کا نام و نسب اس طرح ہے۔ عبد الحق بن سیف الدین دہلوی بخاری۔ ابو المجد کنیت تھی۔ آپ ماہ محرم ۹۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اخبار الاخیار کے خاتمہ میں آپ نے اپنے حالات خود قلمبند کئے ہیں۔

آپ قرآن مجید اور ابتدائی طور پر فارسی صرف و نحو عقائد و کلام فقہ و اصول فقہ سب اپنے والد گرامی سے پڑھے۔ پھر علماء ماوراء النہر سے اکتساب فیض کے لئے گئے اور وہاں سات آٹھ سال قیام فرمایا۔ پڑھائی میں اسقدر شغف تھا کہ سردی و گرمی مدرسہ ضرور جاتے۔ رات کو چراغ کی روشنی میں پڑھتے پڑھتے کئی مرتبہ دستار اور سر کے بالوں کو آگ لگ جاتی اور احساس اسوقت ہوا جب دماغ کو حرارت محسوس ہوئی شروع سے ہی اوراد و وظائف کے بھی پابند تھے۔ آپ نے حدیث کو عربوں سے لا کر ہندوستان کے کونے کونے میں پھیلایا۔ مشکوٰۃ شریف کی دو شرحیں عربی میں لمعات التنقیح اور فارسی میں اشعۃ اللمعات

Marfat.com

لکھیں۔ شرح سفر السعادہ شرح فتوح الغیب اخبار الاخیار۔ جذب القلوب زبدۃ الآثار، ما ثبت بالسنہ وغیرہ آپ کی تصنیفات ہیں۔

آپ نے ۱۰۵۲ھ میں وفات پائی۔ فخر العلماء اور فخر العالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی آپ بڑے مشہور فقیہ محدث ومفسر ہیں خصوصاً معقولات میں یگانۂ آفاق تھے۔ علوم ظاہری آپ نے مولانا محمد کمال کاشمیری سے پڑھے اور شیخ احمد مجدد الف ثانی کو آپ نے ہی پہلے پہل مجدد الف ثانی سے یاد کیا اور مجدد صاحب نے آپ کو آفتاب پنجاب کا خطاب دیا۔ آپ شاہجہان اور جہانگیر کے شہزادگان کے استاد تھے دربار میں آپ کی بڑی عزت کی جاتی تھی۔ شاہجہان نے دو دفعہ آپکو اشرفیوں سے تلوایا اور وہ اشرفیاں آپکے حوالے کر دیں۔ درس نظامی کی اکثر متداولہ کتب پر آپ کے حواشی موجود ہیں۔ جن میں حاشیہ تفسیر بیضاوی، مقدمات تلویح۔ مطول۔ شریفیہ۔ شرح عقائد تفتازانی وعقائد دوانیہ، حاشیہ خیالی اور دیگر بہت سی کتب پر حواشی موجود ہیں۔ آپ نے ۱۰۶۸ھ میں وفات پائی۔ آپ کی قبر انور سیالکوٹ میں اب بھی موجود ہے۔ آپ کے سرہانے یہ شعر تحریر ہے۔

خیالات خیالی ہم عظیم است
برائے حل او عبد الحکیم است

مولانا محمد محب اللہ بہاری ابتدائی علوم متفرق علماء سے حاصل کئے پھر درس قطب شمس آبادی میں داخل ہوئے اور وہاں سے۔ بحر العلوم اور بدر بین النجوم ہو کر نکلے اور عالمگیر بادشاہ سے ملاقات کی جس نے آپ کو لکھنو کا قاضی مقرر کیا پھر حیدرآباد کے قاضی رہے اور آخر میں قضاء کے عہدہ سے معزول ہو کر بادشاہ کے پوتے رفیع القدر بن معظم کی تعلیم پر مقرر ہوئے۔ عالمگیر کی وفات کے بعد معظم المعروف شاہ عالم نے آپ کو صدارت ممالک ہندو کا منصب سپرد کیا۔

آپ نے ۱۱۱۹ھ میں وفات پائی۔ شیخ الدہر آپ کی تاریخ وفات ہے

Marfat.com

آپ کی تصنیفات میں سلم العلوم منطق ومعقول اور مسلم الثبوت اصول فقہ میں متداول کتب ہیں جو درس نظامی میں پڑھائی جاتی ہیں اور اپنی مثال آپ ہیں۔

شیخ احمد المعروف مُلّاں جیون صدیقی | آپ لکھنؤ کے علاقہ قصبہ امیٹھی میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید حفظ کیا اور پھر اطراف واکناف کے علماء وفضلاء سے علم حاصل کیا۔ آپ کا حافظہ بڑا قوی تھا۔ مولانا لطف اللہ جہاں آبادی کی خدمت میں رہ کر علوم عقلیہ ونقلیہ میں فراغت حاصل کی۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ کو اپنی استادی کے لئے منتخب کیا آپ بڑے اصولی اور فقیہ تھے آپ نے قرآن مجید سے مستنبط ہونیوالے احکام فقیہہ پر ایک کتاب تفسیر احمدی لکھی۔ پھر بعد میں علماء کے اصرار پر "المنار" کی شرح نور الانوار تصنیف کی۔ جو معروف متداول ہے۔ آپ نے دہلی میں ۱۱۳۰ھ میں وفات پائی اور قصبہ امیٹھی میں دفن ہوئے۔

شاہ ولی اللہ | آپ کا نام شاہ ولی اللہ احمد بن شاہ عبدالرحیم دہلوی ہے۔ آپ کا نسب تیس واسطوں سے فاروق اعظم تک پہنچتا ہے۔ آپ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ تمام علوم ظاہریہ پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد گرامی سے حاصل کرکے مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے اور ساتھ ہی بیعت کرکے طریقہ صوفیہ نقشبندیہ میں مشغول ہوئے۔ دو سال بعد آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوگیا اور آپ نے تقریباً بارہ سال درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور پھر حج کی غرض سے مکہ روانہ ہوئے اور حج سے فارغ ہوکر وہاں کے علماء وفضلاء سے اکتساب فیض کیا خصوصاً شیخ ابوطاہر مدنی سے خرقہ وجامہ پہن کر دوسرا حج کرکے واپس دہلی تشریف لائے۔ آپ نے بہت سی کتب تصنیف کیں۔ جن میں حجۃ اللہ البالغہ، فتح الرحمٰن ترجمہ القرآن فارسی۔ ازالۃ الخفاء۔ مؤطا امام مالک کی شرح عربی مسوّٰی اور فارسی مصفّٰی تفہیمات۔ القول الجمیل الخیر الکثیر اور دیگر بہت سی کتب تصنیف کیں۔ اور ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

قاضی ثناءاللہ پانی پتی

آپ بہت عظیم فقیہ محدث محقق اور مفسر تھے۔ فقہ میں درجہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے تھے۔ حدیث شاہ ولی اللہ سے سُنا اور روایت کیا شاہ عبدالعزیز آپ کو بیہقی وقت کہا کرتے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ ہو کر شیخ محمد عابد کے ہاتھ پر بیعت کی اور نہایت قلیل عرصے میں تمام سلوک کی منزلیں طے کر کے مرشد کے فرمان کے مطابق سید مظہر جان جاناں دھلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا مظہر جان جاناں فرمایا کرتے تھے کہ اگر قیامت کو خدا نے پُوچھا کہ کیا تحفہ لائے ہو تو عرض کرونگا کہ "یہ ثناءاللہ" تحفہ لایا ہوں جو اسلام کے اسرار و رموز کا واقف اور عامل تھا۔ کچھ عرصہ تک منصب قضاء پر فائز رہے مذاہب اربعہ کی کُتب کا مطالعہ کیا اور پھر ان میں سے مختارات کو علیحدہ علیحدہ تصنیف فرمایا۔ آپ کی تصنیفات میں مالا بدّمنہ، تذکرۃ الموتیٰ والقبور، تفسیر مظہری اور دیگر کتب یادگار ہیں۔ آپ نے رجب ۱۲۲۵ھ میں وفات پائی۔

بحرالعلوم ملّا عبدالعلی لکھنوی

آپ ایک محقق و مدقق جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور حاوی اصول و فروع عالم تھے۔ ابوالعباس کُنیت۔ بحرالعلوم اور ملک العلماء لقب تھا۔ سترہ سال کی عمر میں اپنے والد سے علوم عقلیہ و نقلیہ میں فراغت حاصل کی اور مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ لکھنو اور پھر مدراس میں درس و تدریس کا کام شروع کیا۔ آپ بہت کم کسی کو مرید کرتے تھے۔ آپ نے بہت سی کُتب پر حواشی لکھے اور تصنیفات کیں۔ جن میں شرح سلّم، حاشیہ حواشی میر زاہد جلالی۔ حاشیہ میر زاہد، شرح مواقف۔ حاشیہ شرح ہدایت الحکمہ، شرح مسلم الثبوت، تکملہ شرح تحریر الاصول ابن ہمام، شرح فارسی منارالانوار ارکان اربعہ اور مثنوی مولانا رومی کی شرح آپ سے یادگار ہیں آپ مدراس میں ۱۲۲۵ھ رجب المرجب فوت ہوئے اور فاضل کتب زمانہ تاریخ وفات ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی

آپ ۱۱۵۹ھ شاہ ولی اللہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ علوم اپنے والد اور ان کے خلفاء سے حاصل کئے۔ آپ اپنے وقت کے مرجع العلماء تھے۔ اصول و فروع حدیث و تفسیر و فقہ غرضیکہ ہر فن میں آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی۔

Marfat.com

وعظ و انشاء اور مباحثہ میں ممتاز بین الاقران موافق و مخالف تھے۔ تمام عمر درس و تدریس اور دعوت و ارشاد میں بسر کی۔ نوے سال کی عمر میں ۱۲۳۹ھ میں وفات پائی اور تفسیر فتح العزیز جو سوا تین پارہ قرآن مجید ہے اور تحفہ اثنا عشریہ، بستان المحدثین سر الشہادتین عجالہ نافعہ اور فتاوی یادگار ہیں۔ شیخ پیشوا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

علامہ فضل حق خیرآبادی آپ بڑے عالم فقیہ محدث و محقق خصوصاً ادب، لغت حکمت و فلسفہ میں گویا امام تھے۔ ۱۲۱۲ھ میں پیدا ہوئے، تمام علوم اپنے والد فضل امام سے حاصل کئے۔ حدیث شاہ عبد القادر سے سُنی۔ قرآن مجید حفظ کر کے تیرہ سال کی عمر میں مسند درس پر جلوہ افروز ہوئے دُور دُور سے لوگ آپ کے حلقہ درس میں حاضر ہوتے اور فیض حاصل کرتے۔ آپ نے بہت سی کتب عقلیہ و نقلیہ کے حواشی لکھے جن میں سے حاشیہ شرح سلم قاضی مبارک، حاشیہ افق المبین اور حاشیہ تلخیص الشفاء، ھدیہ سعیدیہ، رسالہ تحقیق العلوم و المعلوم، الروض المجود، امتناع النظیر وغیرہ بہت سے رسائل تصنیف کئے۔ تحریک آزادی اٹھارہ سو ستاون ۱۸۵۷ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور انگریز کی مخالفت کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں آخر جزیرہ انڈیمان (کالے پانی) کی سزا ہوئی اور وہیں پر ۱۲۷۸ھ میں وفات پائی اور دفن ہوئے۔ تحریک آزادی کی داستان الثورة الهندیہ (باغی ہندوستان) نام سے تصنیف کی جو معتبر اور مشہور ہے۔

شاہ احمد رضا بریلوی آپ مولانا نقی علی خان کے ہاں ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ کو پیدا ہوئے۔ تیرہ سال دس ماہ کی مختصر عمر میں علوم کی تکمیل کی اور چودھویں برس فتاوی نویسی شروع کی۔ آپ ہر فن میں ماہر نظر آتے ہیں مختلف علوم و فنون کی کتب پر حواشی تحریر کئے، علوم قدیمہ و جدیدہ کے ماہر تھے۔ تفسیر قرآن، حدیث، فقہ، اخلاق، تاریخ، سیر، ادب، نحو، جبر و مقابلہ، لوگارثم، ریاضی، جفر، فلسفہ و منطق، ایجادات، ارثما طیقی عروض ہر فن میں ماہر تھے۔ اور ان علوم میں کتب تصنیف کیں۔ ترجمہ قرآن مجید آپ کی علمیت اور محبت رسول کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

Marfat.com

آپ فصیح اللسان نعت گو شاعر تھے حدائق بخشش نعتیہ مجموعہ آپ کا شاہکار ہے۔ آپ نے ۱۲ جلدوں پر مشتمل فتاویٰ بنام العطایا النبویہ فی فتاوی الرضویہ تصنیف فرما کر امتِ مسلمہ کے دینی و دنیاوی قانونی مشکلات کا حل پیش کیا۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی بڑی کثرت ہے۔ آپ نے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء بریلی میں وفات پائی۔ آپ کی قبر انور آج بھی زیارت گاہ خواص و عام ہے۔

صدر الافاضل نعیم الدین مراد آباد

ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار مولانا معین الدین نزہت سے حاصل کی قرآن مجید حفظ کیا اور پھر مولانا شاہ فضل احمد اور محمد گل سے درسیات کی تکمیل کی "آل انڈیا سُنّی کانفرنس" کے نام ایک جماعت قائم کی۔ جس نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ البلاغ اور الہلال میں آپ کے مضامین شائع ہوتے تھے۔ "کانگرس" اور "احرار" کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے آپ کو صدر الافاضل کا خطاب دیا۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد ذوالحجہ ۱۳۶۷ھ میں وفات پائی۔

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی

آپ نے مولانا ہدایت اللہ خاں اور وصی احمد محدث سورتی سے اکتساب علم و فیض کیا، منظر الاسلام بریلی اور جامعہ معینیہ اجمیر میں تدریسی فرائض سرانجام دیئے بہت بڑے فقیہ، محدث اور جید عالم دین تھے اردو فقہ میں بہار شریعت آپ کی شاہکار تصنیف ہے جسے فقہ اسلامی کا اردو انسائیکلو پیڈیا کہا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ حاشیہ شرح معانی الآثار اور مجموعہ فتاویٰ بھی تصنیف کیں اور ۱۳۶۷ھ کو بمبئی میں انتقال فرمایا۔

ظفر الدین بہاری

میجرہ ضلع عظیم آباد (پٹنہ) میں ۱۴ محرم ۱۳۰۳ھ کو پیدا ہوئے اپنے والد عبدالرزاق کے علاوہ مولانا معین الدین اشرف، مولانا بدر الدین اور مولانا معین الدین ازہر وغیرہم اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔ بریلی میں دار العلوم منظر الاسلام آپ کی کوششوں سے قائم ہوا۔ اور اسی مدرسہ سے تدریس کی ابتداء کی۔ بہت سی کتب تصنیف کیں جن میں جامع الرضوی، صحیح بہاری اور سوانح اعلیٰ حضرت

Marfat.com

زیادہ معروف ہیں۔ ۱۹ جمادی الاخری ۱۳۸۲ھ کو پٹنہ میں وفات پائی۔

سراج الفقہا سراج احمد

مکھن بیلہ خانپور ضلع رحیم یار خاں ۱۴ ذوالحجہ ۱۳۰۳ھ کو پیدا ہوئے۔ مولانا تاج محمود، مولانا غلام رسول، مولانا امام بخش وغیرہم سے اکتساب علم کیا۔ جامعہ فریدیہ چاچڑاں۔ دربار قادریہ بھرچونڈی، انوار العلوم ملتان اور سراج العلوم خانپور سے بحیثیت مفتی و مدرس وابستہ رہے۔ فقہ اور میراث میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی یہی وجہ ہے کہ زندگی میں ہی آپ سراج الفقہاء کے لقب سے معروف ہو گئے۔ ستر سال درس تدریس کرتے ہوئے آخر ۵ ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ کو اس جہاں فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ سے الزبدۃ السراجیہ اور سراج الفتاوٰی یادگار ہیں۔

فقیہ اعظم ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی

محمد نور اللہ نام ہے آپ دیپالپور کے قریب مشہور قصبے سوجیکے میں ۱۶ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا۔ ابتدائی تعلیم فارسی اور صرف و نحو اپنے والد اور جد امجد سے حاصل کی اور پھر مفتاح العلوم گھمنڈ پور میں داخل ہو کر علوم متداولہ کی تکمیل کر کے مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں مولانا سید محمد دیدار علی الوری اور مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری سے درس حدیث لیا اور روایت کی سند فراغت کے ساتھ خصوصی سندات اور ابوالخیر کنیت بھی عطا کی گئی۔ اور پھر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ حدیث و فقہ میں آپ کو اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ ہر مسئلہ پر آپ نے تحقیقی قلم اٹھایا۔ مولانا نعیم الدین مرادآبادی سے شرف بیعت حاصل تھا اس لئے آپ نعیمی بھی ساتھ لکھتے تھے۔ آپ نے تحریک پاکستان، تحریک جہاد کشمیر، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۲/ ۱۹۷۴ اور تحریک نظام مصطفٰے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

آپ سے مکبر صوت۔ حرمت نزاع۔ فئی الزوال۔ روزہ اور ٹیکہ اور فتاوٰی نوریہ پانچ جلد اور دیگر کئی رسائل یادگار ہیں دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑہ) آپ کے ہاتھ سے جاری کردہ مشن اور پروگرام کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔

Marfat.com

آپ نے ۱۴۰۳ھ میں وفات پائی۔

علامہ سید احمد سعید کاظمی

علامہ سید احمد سعید کاظمی۔ آپ امروہہ ضلع مراد آباد (بھارت) ۱۳۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب امام موسیٰ کاظم سے جا ملتا ہے اسی نسبت سے آپ کاظمی کہلاتے ہیں۔ آپ نے تعلیم اپنے بڑے بھائی سید محمد خلیل کاظمی سے حاصل کی۔ فراغت کے بعد آپ لاہور تشریف لائے اور یہاں کچھ عرصہ جامعہ نعمانیہ میں مدرس رہے پھر اوکاڑہ اور ملتان میں لوگوں کو علم دین سے فیض یاب کرتے رہے جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں بحیثیت شیخ الحدیث منسلک رہے آپ علم کے ایک بحر زخار تھے آپ جس موضوع پر قلم اٹھاتے کسی کو جواب کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ موافق و مخالف آپ کی علمیت اور قابلیت کے معترف تھے۔ آپ نے عقائد اسلامیہ کا ہر موقع پر تحریر و تقریر کے ذریعے دفاع کیا۔ آپ نے چند مسائل پر مثبت قلم اٹھایا جن معاندین و مخالفین کے اعتراضات کے جواب بھی دیے آپ کو آخری ایام میں ایک رسالہ درود تاج پر اعتراضات ملا آپ نے اس کا مدلل لغوی اور شرعی جواب تحریر فرمایا جس کو تمام علمی حلقوں میں بہت پسند کیا گیا۔ یہ حضرت کی آخری تصنیف ہے اس کے علاوہ تسکین الخواطر، معراج النبی، میلاد النبی، حیات النبی، حجیت حدیث، مکالمہ کاظمی و مودودی، تحقیق قربانی، کتاب التراویح، نفی الظل والفئی اسلام اور سوشلزم اسلام اور عیسائیت فتویٰ الحنفی اسلام میں عورت کی دیت اور کئی دیگر رسائل تصنیف فرمائے۔ قرآن مجید کا اردو ترجمہ کیا جو زیر طبع ہے۔ آپ ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ کو روزہ افطار فرما کر قبل از نماز عشاء اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

Marfat.com

فقہ اسلامی کے ماخذ

ہر کام کے کچھ اصول ہوتے ہیں اور ان اصولوں کی کوئی اصل ہوتی ہے جس بنا پر قاعدہ اور کلیہ وجود میں آتا ہے۔ اسی طرح فقہ اسلامی کے بھی کچھ اصول ہیں اور اس اصولوں کو اخذ کرنے کے لئے چند بنیادیں ہیں جنہیں فقہ کے ماخذ کہا جاتا ہے۔ جن کی تعداد بارہ ہے:۔

(۱) قرآن حکیم (۲) سُنّت (۳) اجماع (۴) قیاس
(۵) استحسان (۶) استدلال (۷) استصلاح (۸) تعامل
(۹) مُسلّم شخصیتوں کی رائیں (۱۰) عرف اور رسم و رواج
(۱۱) ماقبل کی شریعت (۱۲) ملکی قانون۔

اصول فقہ کی کتابوں میں صراحتہً صرف پہلے چار کا ذکر ملتا ہے باقی بعض کو بعض میں داخل سمجھا گیا ہے۔ ہر ایک کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱) قرآن حکیم فقہ اسلامی کا اصل ماخذ قرآن حکیم ہے جو حضرت جبرئیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام کے پاس لائے اور آپ نے صحابہ کرام کو سکھایا۔

شاہ ولی اللہ نے قرآن مجید کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے ان میں ایک وہ حصہ ہے جس میں احکام کا بیان ہے۔ فقہاء صرف اسی حصّہ سے بحث کرتے ہیں۔ جس کی مقدار مجموعی طور پر تقریباً پانچ سو آیتیں ہیں۔

(۲) سُنّت فقہ اسلامی کا دوسرا ماخذ سُنّت ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں سُنّت سے مُراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال و افعال اور تقریرات (دوسروں کے افعال جن سے حضور علیہ السلام نے سکوت فرمایا ہے تقریر کہلاتی ہے) اور صحابہ کے اقوال و افعال ہیں۔ جن کی مختلف اقسام ہیں مثلاً

(۱) قرآن مجید میں کوئی حکم مجمل طور پہ بیان ہوا تھا جس کی رسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمادی۔

(۲) کسی چیز کا حکم موجود تھا آپ نے عملاً کر کے دکھا دیا۔

(۳) ایسے احکام جن کا ذکر قرآن مجید میں نہ تھا آپ سے پوچھے گئے تو قرآن نے اسکی وضاحت فرمادی یا آپ نے وحی خفی کے ذریعے اس کا حل بتلا دیا۔

(۴) سوال کیئے بغیر آپ نے احکام کی وضاحت فرمادی۔

(۵) خود رسول اللہ نے کوئی کام کیا اور امت کو اقتداء سے منع نہ فرمایا۔ یا اس کی تعلیم دی اور کرنے کی ترغیب دی۔

(۶) کسی چیز کی اباحت اس طرح بیان کی کہ حرمت سے خاموشی اختیار کی اور زبان سے کچھ نہ فرمایا۔

(۷) قرآن مجید کی حلال وحرام کردہ اشیاء کے متعلق شرائط وقیود اور خصوصیات آپ نے بیان فرمائیں۔

(۳) اجماع لغت میں اجماع کسی بات پر اتفاق کر لینے اور ارادہ کر لینے کو کہتے ہیں۔ اور فقہا کی اصطلاح میں مسلمانوں میں سے اہل حل وعقد کا دین کے کسی معاملے پر اکٹھا ہو جانا اور اتفاق کر لینا ہے اور وہ ایسے امور ہیں جن کا حکم قرآن مجید میں موجود نہیں حدیث پاک میں اس کی پوری وضاحت نہیں ملتی۔ وقتی مسئلہ پیدا ہوا اس پر علماء نے اجماع کر لیا تو یہ قرآن وحدیث کے مخالف نہ ہو۔ تو اجماع صحیح اور فقہ کا اصول و ماخذ قرار پائے گا اور اس کا ثبوت قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے جیسے

(۱) تم معاملات میں ان سے مشورہ کرو۔ (القرآن - آل عمران ۱۵۹)

(۲) ایمان والوں کے معاملات باہمی مشورہ سے ہوتے ہیں۔ (القرآن - الشوریٰ: ۳۸)

(۳) میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ (الحدیث)

(۴) جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اچھی ہے۔ (الحدیث)

اس کے علاوہ اور بھی بہت دلائل اجماع کے ثبوت اور صحیح ہونے پر ملتے ہیں۔ کیونکہ نت نئے پیدا ہونیوالے مسائل میں اگر اہل حل وعقد مسلمان اکٹھے ہو کر کوئی فیصلہ کریں تو اس کو عین اسلام اور عین شریعت سمجھنا چاہیئے۔

جن حضرات کا اجماع معتبر ہوگا ان میں درج ذیل چند خصوصیات کا

Marfat.com

کا ہونا ضروری ہے نہ۔

(۱) قرآن مجید سمجھنے کی بصیرت تامہ موجود ہو صرف ترجمہ کر لینا کافی نہیں۔

(۲) سُنت نبوی کو روایت و درایت سے جانچنے کے طریقے سے پوری طرح واقفیت ہو اور اس کے صحیح محل کا تعین کر سکے

(۳) صحابہ کی زندگی سے واقفیت اور اس دور کے اجماع اور فیصلوں کا علم ہو۔

(۴) قیاس کے ذریعہ استنباط مسائل کا ملکہ ہو۔

(۵) قوم کے مزاج، حالات، تقاضوں، رسم و رواج اور عادات و خصائل سے بھی واقف ہو۔

(۶) جدید رجحانات اور تقاضوں سے واقفیت ہو۔

(۷) ان اوصاف کے حامل حضرات اگر کسی مسئلہ پر اجماع کریں تو معتبر ہوگا۔ ہر کس و ناقص کا اجماع معتبر نہیں ہوگا۔

(۴) قیاس

قیاس کا معنی اندازہ کرنا ہے۔ فقہ کی اصطلاح میں کسی چیز کے حکم کو دوسری کسی چیز کے حکم کے مطابق کسی علت کی بنا پر قرار دینا جو دونوں میں مشترک ہو۔ یعنی نت نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لئے غور و فکر کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کے لئے غور کر کے کسی سابق حکم کے مطابق اس کو قرار دینا کہ اس کی علت اس میں بھی پائی جاتی ہو قیاس کا ثبوت بھی قرآن مجید سے ملتا ہے جیسے "تاکہ وہ دین میں غور و فکر کریں۔ (القرآن التوبہ ۱۲۲)۔

ہر خشک و تر کتاب مبین میں ہے۔ (القرآن۔ الانعام: ۵۹)

ظاہر ہے جب قرآن میں ہر چیز کا علم موجود ہے اور اس میں غور کرنے کا حکم بھی ہے تو کیوں نہ اس کی گہرائیوں میں غوطہ لگا کر موتی تلاش کیئے جائیں اور یہی موتی مشکل وقت میں گوہر گرانمایہ کا کام دیں۔ قیاس میں اصل دار و مدار علت پر ہے لیکن علت کا تلاش کرنا بہت دشوار مسئلہ ہے۔ ہر آدمی اپنے حالات کے مطابق جب قیاس کرے گا تو اس کے مدنظر علت مختلف بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے مختلف ادوار اور مختلف علاقوں میں مختلف رائے قائم ہو سکتی ہے۔ اس طرح مختلف فقہا مختلف قول کریں گے۔ اس اختلاف اقوال کا بڑا

Marfat.com

فائدہ یہ ہوگا کہ بڑی حد تک بنی بنائی زمین مل جائیگی اب حالات اور زمانہ کی مناسبت سے ترجیحی صورتیں نکالنا باقی ہوگا جو اس سے کم درجہ کے فقیہ بھی کر سکیں گے۔

فقہاء نے احکام کا تعلق چار چیزوں سے بیان کیا ہے :-

(۱) علت

(۲) سبب

(۳) شرط

(۴) علامت

(۱) علّت علت اس عارض کو کہتے ہیں۔ جو محل کے وصف میں تغیر پیدا کرے فقہاء کی اصطلاح میں جس عارض کے پائے جانے کے وقت حکم کا ثبوت ہو اسے "علت" کہتے ہیں۔

(۲) سبب سبب راستہ اور طریقہ کا نام ہے جو مقصود تک پہنچیا ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں حکم تک پہنچنے کے راستہ اور طریقہ کو سبب کہتے ہیں۔

راستہ اور راستہ پر چلنا۔ یہ دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ راستہ "سبب" ہے کہ اس کے ذریعہ منزل تک پہنچا جاتا ہے۔ اور چلنا "علت" ہے کہ جو پہنچنے کی وجہ بنا۔

(۳) شرط شرط ایسی علامت جس پر شیئ کا وجود موقوف ہو اور فقہاء کی اصطلاح میں کہ جس پر حکم کا وجود موقوف ہو۔ اگر شرط نہ پائی جائے تو حکم ثابت نہ ہو سکے۔

(۴) علامت علامت کے معنی نشان کے ہیں۔ فقہا کی اصطلاح میں حکم کے وجود کا پتہ اور نشان دینے والی شیئ کو علامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ ایسی چیز ہے جس سے حکم کے وجود کی پہچان ہو بغیر اس کے کہ اس کا حکم کے ثبوت یا وجوب سے اس کا کوئی تعلق ہو۔

(۵) استحسان فقہ اسلامی کا پانچواں ماخذ استحسان ہے :- استحسان کے لغوی معنی کسی شیئ کو اچھا اور مستحسن سمجھنا ہیں اور فقہاء کی اصطلاح میں مسئلہ کے دو پہلوؤں میں سے کسی ایک کو کسی معقول دلیل کی بناء پر ترجیح دینے کا نام "استحسان" ہے۔

Marfat.com

انسانی ضرورتوں اور مصلحتوں کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ قاعدہ و قانون میں اس کا سمیٹنا نہایت مشکل ہے ضرورتوں اور مصلحتوں کی پہلے بنیاد پڑتی ہے پھر انہیں منظم شکل دینے کے لئے قاعدہ و قانون مقرر کیے جاتے ہیں۔ زمان و مکان کے لحاظ سے تبدیلی موقع اور محل کے لحاظ سے تنوع اور نت نئی ضرورتیں ایسی ناگزیر صورتیں ہیں کہ کبھی قیاس کی وسیع حدیں بھی اس کے لئے تنگ اور ضرر رساں نظر آتی ہیں۔ ایسی حالت میں فقہاء ضرورت کو معیار بنا کر حکم ثابت کرتے ہیں مزید ترجیح تلاش کرتے ہیں اور اسکی بناء پر ضرر رساں پہلو کو چھوڑ کر مفید پہلو اختیار کرتے ہیں۔ فقہاء ایسا کرنے پر اس لئے مجبور ہیں کہ ایسی حکومت کے ساتھ ہم آہنگی ہو اور اس کے ذریعے سے احکام معلوم کر کے فلاح و بہبود میں اضافہ اور مضرت کا دفیعہ ہو سکے استحسان اسی ضرورت اور مصلحت کا پیدا کردہ ایک اصول یا ماخذ ہے۔

(۶) استصلاح یا مصالح مرسلہ

فقہ اسلامی کا چھٹا ماخذ استصلاح یا مصالح مرسلہ ہے۔ اصطلاح فقہاء میں صرف ضرورت اور مصلحت کو بنیاد بنا کر مسائل استنباط کرنے کا نام استصلاح یا مصالح مرسلہ ہے۔ جیسا کہ استحسان کی نسبت ضرورت اور مصلحت کا لحاظ زیادہ ہوتا ہے لیکن اس کے لئے چند شرائط ہیں:۔

(۱) یہ مصالح ان مصالح کے مشابہ ہوں جن کا شارع نے اعتبار کیا ہے یعنی کلیات خمسہ کی ضروریات میں سے کسی کی ضرورت سے ان کی مشابہت ہو۔

(۲) یہ مصالح قطعیہ ہوں کہ ان کے حصول کا یقین ہو۔

(۳) یہ مصالح کلیہ ہوں یعنی ملک و ملت کے عمومی فائدہ اور مصلحت سے اس کا تعلق ہو۔

آئمہ فن میں امام مالک نے مصالح مرسلہ کے استعمال میں زیادہ وسعت سے کام لیا ہے اور موقعہ و محل کے لحاظ سے بعض جگہ مذکورہ حدود و قیود کی پابندی کا بھی زیادہ لحاظ نہیں کیا۔ اسی وجہ سے یہ اصول ان کی طرف منسوب ہے۔ اصل میں امام ابوحنیفہ نے استصلاح کو قیاس کی ایک قسم کے طور پر استعمال کیا ہے جبکہ امام مالک قیاس کو استصلاح کے ضمن میں پیش کرتے ہیں اور قیاس کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں قیاس خاص اور قیاس عام قیاس

Marfat.com

خاص وہ قیاس ہے جس میں کسی علت کو سامنے رکھ کر حکم ثابت کیا جائے اور قیاس عام وہ قیاس ہے جس میں صرف مصلحت کو پیش نظر رکھا جائے۔

(۷) استدلال فقہ اسلامی کا ساتواں ماخذ استدلال ہے بہت سی صورتوں میں یہ استصلاح سے بھی وسیع مانا جاتا ہے لیکن اس کا تعلق استنباط کے کسی طریقے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اس میں تقریباً تمام وہ طریقے داخل ہیں جن سے فقہاء نے کام لیا ہے۔ اور براہ راست قیاس کے مذکورہ طریقوں سے متعلق نہیں ہیں۔

فقہاء نے استدلال کی چند صورتیں بیان کی ہیں۔

(۱) نفع مند اشیاء میں اصل اباحت ہے اور مضر اشیاء میں اصل حرمت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اللہ وہ ہے جس نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے پیدا کی ہیں۔ (البقرہ : ۲۹)

اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے "وہ رسول تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور خبیث چیزیں حرام کرتا ہے۔ (الاعراف ۱۵۷)

یعنی تمام مخلوقات انسان کے لئے ہے لیکن ان میں سے بعض مفید ہیں اور بعض مضر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفید چیزوں کو حلال اور جائز کرتے ہیں اور مضر اور نقصان دہ چیزوں کو ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے جن چیزوں میں قرآن وحدیث اور اجماع فیصلہ خاموش ہوں گے ان کے متعلق استدلال سے کام لیا جائے گا۔

(۲) التلازم بین الحکمین کسی خاص علت کے بغیر ایک حکم دوسرے سے متعلق کرنا فقہاء کی اصطلاح میں

اس استدلال کو "التلازم بین الحکمین من غیر تعیین العلۃ" کہتے ہیں۔ اسکی چار شکلیں ہوں گی۔

(۱) دو مثبت قضیوں کا حکم ایک کرنا کہ ان میں مساوات کی نسبت ہو جیسے جو آدمی طلاق دے سکتا ہے وہ ظہار بھی کر سکتا ہے۔

Marfat.com

(ب) دو منفی قضیوں کا حکم ایک کرنا جیسے تیمم نیت کے بغیر جائز نہیں لہذا وضو بھی نیت کے بغیر جائز نہیں کیونکہ تیمم بعض موقعوں پر وضو کے قائم مقام بنتا ہے۔

(ج) پہلا قضیہ مثبت اور دوسرا منفی ہو۔ یعنی جو طریقہ جائز ہے وہ ممنوع یا حرام نہیں ہو سکتا۔

(د) پہلا قضیہ منفی اور دوسرا مثبت ہو۔ جیسے جو طریقہ جائز نہیں وہ ممنوع ہے۔

امام مالک اور امام شافعی نے مذکورہ طریق استدلال (التلازم بین الحکمین) سے کافی کام لیا ہے۔

(۳) استصحاب حال پہلے کی حالت اس وقت تک قائم سمجھی جائے گی جب تک اس کے خلاف کا ثبوت نہ مل جائے۔ یعنی حال پر محض اس لئے حکم دیا جائے گا کہ ماضی میں اس کا یہ حکم تھا اور اس کا خلاف ثابت نہیں ہے۔

(۴) استدلال کے دوسرے طریقے (استقراء) تتبع اور تلاش کے بعد بطریق استقراء حکم ثابت کرنا اس کی دو قسمیں ہیں:۔

(ا) استقراء تام

(ب) استقراء ناقص

(ا) **استقراء تام**:۔ کسی ماہیت میں کلی حکم ثابت کرنا اس بناء پر کہ اس کے تمام جزئیات میں وہ حکم ثابت ہو۔

(ب) **استقراء ناقص**:۔ کسی ماہیت میں کلی حکم ثابت کرنا اس بناء پر کہ اس کے بعض جزئیات میں حکم ثابت ہے۔

(۸) ماقبل کی شریعت فقہ اسلامی کا آٹھواں ماخذ ماقبل کی شریعت ہے۔ اس سے مراد منزل من ہدایت کے وہ تمام راستے

Marfat.com

اور طریقے ہیں جو دوسری اُمتوں کے پاس موجود و محفوظ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل فرمایا تھا ظاہر ہے اس میں وہی باتیں داخل ہوں گی جو ایسی حکمت اور اس کے بنیادی اصول کے موافق تھیں۔ جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

"اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کی وصیت نوح علیہ السلام کو کی گئی اور جو آپ پر نازل کیا۔ اور جس کی وصیت ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو کی گئی۔ یہ کہ دین کو قائم رکھو اور گروہ گروہ نہ ہو جاؤ۔"

اس میں ہر وہ چیز جو عقائد و معاملات سے تعلق رکھتی ہے اس پر عمل کرنا اس وقت تک جائز ہو گا جس وقت قرآن و حدیث اسکی مخالفت نہ کریں۔ اگر ان چیزوں کے متعلق ممانعت کا ثبوت مل جائے تو اس پر عمل کرنا جائز نہ ہو گا۔

(۹) تعامل

فقہ اسلامی کا نواں ماخذ تعامل ہے۔ اس سے مراد صحابہ کا عمل ہے۔ فقہاء نے تدوین قانون کے مرحلے میں اس سے بہت استفادہ کیا ہے اور اسکو سنت میں شمار کیا ہے۔

در اصل یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے براہ راست حضور علیہ السلام سے تربیت حاصل کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فکری اور عملی زندگی کو اپنے اندر رچا یا تھا۔ آپ کے ہر قول فعل اور عمل کو اپنی زندگی کا شیوہ بنایا جہاں کہیں کوئی اشتباہ پیدا ہوا حضور علیہ السلام سے پوچھ کر تشفی حاصل کر لی۔ ان لوگوں کی اتباع کا حکم قرآن مجید سے اس طرح ثابت ہے:

"پہلے پہلے مہاجرین و انصار میں سے جو سبقت کر گئے اور وہ لوگ جنہوں نے ان کی اتباع کی بھلائی کے ساتھ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔" (التوبہ : ۱۰۰)

اس آیت میں "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" جملہ صحابہ کے تعامل کو ماخذ قرار دینے کے لئے نہایت اہم دستاویز ہے۔ اور الٰہی حکمت کے ساتھ ہم آہنگی پر دلالت کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں فقہاء نے تدوین فقہ و قانون میں اس بات کا خاص خیال رکھا کہ

Marfat.com

(۱) صحابہ میں جو بات عمومی حیثیت سے بلا نکیر پائی جائے گی اسکی حیثیت اجماع کی ہو گی اور یہ ہر دور کے لئے حجت ہو گی۔

(۲) اگر کوئی عمل شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) دونوں سے ثابت ہو تو اسکی حیثیت بھی اصولی ہو گی۔

۱۰۔ مسلمہ شخصیتوں کی آراء

فقہ اسلامی کا دسواں ماخذ مسلمہ شخصیتوں کی آراء ہیں اس میں اقوال، فتاویٰ، ثالثی، عدالتی فیصلہ، سرکاری و غیر سرکاری ہدایتیں وغیرہ سب داخل ہیں لیکن مرکزی حیثیت صحابہ کی آراء کو حاصل ہو گی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی اتباع کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔"

ظاہر ہے کہ تمام انسان برابر نہیں ہیں اسی طرح تمام صحابہ بھی اپنے فیصلہ میں یکساں نہیں اس لئے فقہاء نے ان کے مراتب اور درجے مقرر کئے ہیں۔ خصوصاً خلفاء، ازواج مطہرات اور عبادلہ ثلثہ کو اصولی حیثیت حاصل ہے۔ جبکہ دیگر صحابہ کے قول کے مقابلہ میں قیاس زیادہ کام کرتا ہے۔ اسی لئے فقہاء نے صحابہ کے بعد مشہور اور فقیہ تابعین کی آراء کو بھی تدوین قانون میں مدنظر رکھا۔ اور یہ آراء وہ ہیں جن میں قیاس، استحسان، استصلاح وغیرہ سے قول کیا گیا ہو اور یہ ان سے وسیع تر ہے۔

۱۱۔ عرف اور رسم و رواج

فقہ اسلامی کا گیارھواں ماخذ عرف اور رسم و رواج ہے۔

یہ نہایت قدیم ماخذ ہے اور ہر دور و زمانہ میں پایا جاتا رہا ہے۔ فقہ اسلامی کے نشو و نما میں اس کو بڑا دخل ہے۔ عرب اور غیر عرب کے بہت سے عرف اور رواج جو ایسی حکمت اور اسلام کے اصول کے خلاف نہ تھے۔ رسول اللہ اور صحابہ نے اس کو ختم نہ کیا بلکہ باقی رکھا فقہاء نے ان کو بھی تدوین فقہ میں مدنظر رکھا۔

لیکن چونکہ یہ سب چیزیں دین ابراہیمی سے متعلق نہیں کہی جا سکتیں تو ان کو سابقہ شریعتوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے اس کے لئے عرف

Marfat.com

یا رسم و رواج زیادہ بہتر ہے مثلاً دیت پہلی شریعتوں میں مقرر تھی۔ حضرت عبدالمطلب نے اس کو رواج دیا تو اس کو اسلام میں باقی رکھا گیا اسی طرح جس قوم میں کوئی عمل اتنقدر رواج پکڑ جائے اور شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس کو بھی شریعت کا حصہ سمجھا جائے گا۔

۱۱۔ ملکی قانون

فقہ اسلامی کا بارہواں ماٰخذ ملکی قانون ہے۔ دعوت الٰہی کے اہم مقاصد میں "یامرہم بالمعرف" کہ رسول اللہ معروف کا حکم دیتے ہیں کا ذکر ہے اور معروف کے عموم میں وہ ملکی قانون بھی داخل ہے جو اسلامی اصول کے موافق ہو اور شرع اور عقل کے خلاف نہ ہو۔

امت مسلمہ کے مشن میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اس لئے امت مسلمہ جہاں گئی وہاں کے اچھے رسوم و قوانین کی حوصلہ افزائی کی چاہے وہ ماقبل کی شریعت کے بقایاجات تھے یا معاشرتی فلاح و بہبود کے لئے مقامی باشندوں نے کوئی قانون وضع کر رکھا تھا۔

مثلاً شام و مصر وغیرہ کے علاقوں میں بیرونی تاجروں سے چنگی لی جاتی تھی جس کو اسلام میں بھی حضرت عمر رضی نے برقرار رکھا۔ وغیرہ بہت سی مثالیں ایسی ہیں جو سابقہ حکومتوں نے قانون بنا رکھے تھے تو اسلام میں اس کو باقی رکھا گیا

وَاٰخِرُ دَعْوٰاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Marfat.com

سوالات

۱۔ شریعت اسلامی کا استحکام بتدریج کیوں ہوا نیز احکام خداوندی کے ضمن میں مکی اور مدنی آیات کا فرق واضح کیجیے۔

۲۔ فقہ کے دوسرے دور کی امتیازی خصوصیات بیان کرتے ہوئے واضح کیجئے کہ باوجود قربِ عہدِ رسالت کے اس دور کے فقہی مسائل میں اختلافات کے اسباب کیا تھے؟

۳۔ فقہا کے نزدیک نسخ کی کون کونسی صورتیں ہیں مثالوں سے جواب کی وضاحت لازمی ہے۔

۴۔ فقہ کے تیسرے دور کی حدود متعین کر کے اس کی امتیازی خصوصیات پر روشنی ڈالیے اور اس دور میں اہل رائے اور اہلِ حدیث کے مابین جس نزاع کی ابتداء ہوئی اس کا تذکرہ کیجیے۔

۵۔ طلب اور تخییر کے متعلق قرآن مجید نے جن مختلف طریقوں سے کام لیا ہے ان کی تفصیلات مع امثلہ بیان کیجئے۔

Marfat.com

Marfat.com

فاضل عربی کے لیے ہمارے ادارے کی مترجمہ کتب و خلاصے

دیوانِ حماسہ ۲۰/۰۰ مترجم مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ	دیوان المتنبی ۱۵/۰۰ مترجم مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ	دیوان حسان رضی اللہ عنہ ۶/۰۰ مترجم محمد بشیر صدیقیؒ
المفضلیات ۴/۰۰ مترجم محمد بشیر صدیقی	محیط الدائرہ ۲۰/۰۰ مترجم علامہ محمد شفیع	الکامل للمبرد ۱۵/۰۰ مترجم مولانا اخبار اللہ
مقامات الحریری ۶/۰۰ مترجم مولانا افتخار علی دیوبندیؒ	اسرار البلاغت ۴/۰۰ مترجم قاری محمد امین کھوکھر	العبرات ۳۰/۰۰ مترجم قاری محمد امین کھوکھر
تاریخ ادب عربی ۲۴/۰۰ مترجم ڈاکٹر غلام جیلانی مخدوم	محاضرات ۱۸/۰۰ خلاصہ ۰/۵۰ مترجم قاری محمد امین کھوکھر	مقدمہ ابن خلدون ۹/۰۰ مترجم عبدالصمد صارم و ڈاکٹر غلام جیلانی
تفسیر بیضاوی سورۃ البقرہ ۳۶/۰۰ مکمل سورۃ البقرہ	موطا امام مالک ۰/۵۰ مترجم قاری محمد امین کھوکھر	جواھر العلوم ۶/۰۰ مترجم قاری محمد امین کھوکھر
تاریخ القرآن ۰/۵۰ مترجم چوہدری غلام رسول	تاریخ الحدیث ۰/۵۰ اسرار الرحمن بخاری ایم اے	اصول حدیث ۳/۰۰ مترجم ڈاکٹر حمید اللہ ہاشمی
الفوز الکبیر ۹/۰۰ مترجم مولانا رشید احمد انصاری	حجۃ اللہ البالغہ ۱۸/۰۰ مترجم ڈاکٹر غلام جیلانی مخدوم	ہدایہ ۲۴/۰۰ مترجم مولانا محمد طفیل
تاریخ الفقہ ۱۰/۰۰ مترجم مولانا محمد طفیل	تاریخ فلاسفۃ الاسلام ۸/۰۰ مترجم حافظ عبدالاعلیٰ رحمانی	قواعد عربی ۲۰/۰۰ مترجم قاری محمد امین کھوکھر
فہم العربی ۲۰/۰۰ مترجم ڈاکٹر اسلم خاکی	سپر فاضل عربی گائیڈ ۶/۰۰ ماہر اساتذہ کے قلم سے	سابقہ پرچے ۱۲/۰۰ سابقہ دس سال کے

سپر فاضل عربی گیس پیپرز ۶/۰۰ امتحان کی مقررہ تاریخ سے ایک ماہ پہلے

شیخ محمد بشیر اینڈ سنز

جلال الدین ہسپتال اردو بازار لاہور

Marfat.com

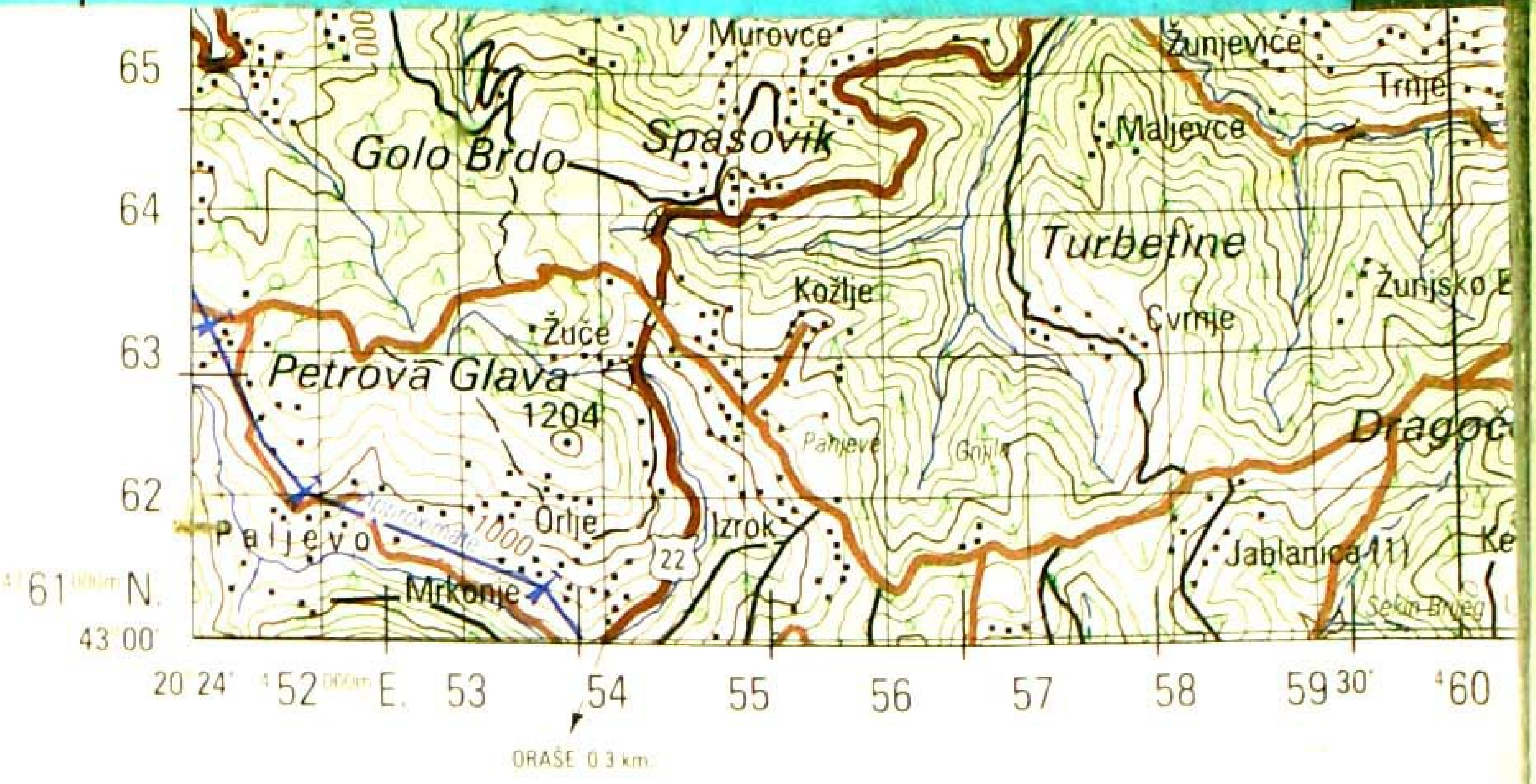

Prepared and published by the National Imagery and Mapping Agency

MAP INFORMATION AS OF 1998

LEGEND

ATED PLACES

sely built up areas

rsely to moderately ilt up areas

weather hard surface

vided Median > 40m — 4 LANES

wo or more lanes wide — 2 LANES

ne lane wide

weather loose surface

wo or more lanes wide — 2 LANES

ne lane wide

ir dry weather

ce surface

e marker International

onal Secondary — E22 — 64 — 10

ADS — Single Track — Multiple Track

ard gauge 1.44m

ARIES

ational

ANEOUS CULTURAL FEATURES

RAŠKA

OBSTRUCTIONS — Single — Group

Elevation of obstruction top above sea level (≥ 46m) — 430

Elevation of obstruction top above ground level (≥ 46m) — (70)

< 46m — ≥ 46m

High tension powerlines

Telephone or telegraph line — Tel

Catenary powerline

DRAINAGE — Perennial — Intermittent

Streams

Less than 50m wide

50m wide or more

Spring

Well

Lakes: Perennial; Intermittent; Dry

Swamp. Land subject to natural inundation

Cistern. Dissipating stream

Disappearing stream

VEGETATION

Vineyard. Orchard

Scrub. Scattered trees

Woodlands: Evergreen; Deciduous; Mixed

MISCELLANEOUS RELIEF

Spot elevation: Highest; Normal — 2030 — 320

Depression. Embankment

Cliff > contour interval; Cliff < contour interval

Cut > contour interval; Cut < contour interval

Fill > contour interval; Fill < contour interval

A LANE ON THIS MA
LEAST 2.5 METERS (

IN DEVELOPED AREA
CLASSIFIED

ROAD CLASSIFICATIC
WITH CAUTION.

CAUTION: NOT ALL T
LINES ARE SHOWN.

THE NUMBER IN PAR
POPULATED PLACE N
THAN ONE PLACE IS

VI PAZAR, *Serbia** 3181 M6010 EDITION 1-NIM

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com